امداد اور ترقی کے لیے مشترکہ اقدام

Pakistan Humanitarian Forum

پاکستان رپورٹ2013

PHF - ایک مشترکہ آواز

پاکستان ہیومنٹیرین فورم (PHF) 50 سے زائد ایسی بین الاقوامی غیرسرکاری عالمی تنظیموں(INGOs) کے اتحاد کی نمائندگی کرتاہے جوپاکستان میں انسانی خدمات اور ترقی کے منصوبوں پر کام کررہا ہے۔ PHFکا قیام جون 2003ءمیں ایک تسلیم شدہ رابطہ فورم کے طور پر عمل میں لایاگیا جس کا مقصد اُن غیرسرکاری تنظیموں(NGOs) کے درمیان تعاون اور معلومات کے تبادلے کے مسئلے کو حل کرنا تھا جن کی نشاندہی 2002ءمیں شمالی علاقوں میں آنے والے زلزلے کے دوران کی جا چکی تھی۔ ہنگامی حالات میں انسانی خدمات اور امدادی سرگرمیوں سے متعلقہ تمام نمایاں غیرسرکاری بین الاقوامی تنظیمیں(INGOs) اس فورم کی غیر رسمی رکن ہیں۔

آج PHF کو ایک ایسے آزاد فورم کی حیثیت حاصل ہے جو پاکستان میں انسانی ہمدردی اور ترقیاتی ضروریات کی فراہمی کے لیے کام کرنے والی بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں(INGOs) کی معاونت کرتاہے اور ان کے کام کی نمائندگی کرتاہے۔ PHF اور اس کے اراکین تعاون اور شراکت داری کے جذبہ کے تحت وفاقی و صوبائی حکومتوں، مقامی این جی اوز، یو این ایجنسیوں اور دوسرے اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔PHF تمام پارٹنرز کے ساتھ شفاف، غیرجانبدار اور دیانتداری کے ساتھ کام کرنے کا خواہش مندہے۔ ان اُصولوں پر اِس فورم کی بنیادرکھی گئی ہے اور اس کا ویژن،مشن اور مینڈیٹ بھی اِن ہی اوصاف کے گرد گھومتاہے۔PHF کے تمام اراکین اس کے ضابطہ اخلاق پر دستخط کرنے اور اس پر عمل کرنے کے پابندہیں۔ یہ ضابطہ اخلاق دراصل ایک ایسا عزم ہے جس کے تحت پاکستانی عوام کی فلاح و بہبود اور ترقیاتی معاونت کسی بھی قومیت ، جنس، پس منظر ، سیاسی وابستگیوں یاپھر مذہبی اعتقادات سے بالاترہوکر صرف اور صرف ضرورت کی بنیادوں پر کی جائے گی۔

PHF کے سیکرٹریٹ کا قیام 2011ءمیں عمل میں لایاگیا جو اپنے محنتی سٹاف کے ذریعے فورم کی جانب سے فراہم کی جانے والی بنیادی سروسز کی تیاری اور ان پرعمل درآمدکویقینی بنا تاہے اور کنٹری کوآرڈنیٹرز کے ذریعے اپنے اراکین کو جوابدہ بھی ہے۔ یہ ہر سال فورم کی ایگزیکٹو کمیٹی اور چیئرمین کا انتخاب بھی کرتاہے۔

PHF کیاکام کرتاہے؟

PHF سیکرٹریٹ بین الاقوامی غیرسرکاری عالمی تنظیموں (INGOs) کے اراکین کو درج ذیل بنیادی سروسز فراہم کرتاہے:

رابطہ اور معلومات: اس میں انسانی خدمات اور ترقیاتی کاموں کے لیے آپریشنز اور پالیسیوں پر PHF اوراس کے اراکین کی تعیناتی کا عمل شامل ہے۔ علاوہ ازیں اعدادوشمار کو اکٹھا کرنے، اس کا تجزیہ و تخمینہ لگانے کے ساتھ ساتھ اپنے اراکین کے لیے اہم موضوعات پر رپورٹیں تیاری کرنا بھی شامل ہے۔

پالیسی اور ابلاغ: اس میں پالیسی سازی اور آپریشنل میٹنگ کے دوران تمام اہم اسٹیک ہولڈرزاور عہدیداروں سے رابطہ قائم رکھتے ہوئے مسائل کو اجاگر کرنے اور اراکین کی نمائندگی کو یقینی بنانا شامل ہے۔ PHF بیرونی تعیناتیوں کے

علاوہ اہم معاملات پر بریفنگ پیپرز اور معلوماتی کتابچے بھی تیار کرنے اور انہیں متعلقہ افراد تک پہنچانے کا بندوبست کرتاہے۔ PHF اپنے اراکین کے کاموں میں ہم آہنگی پیدا کرنے اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنانے میں اپناکردار ادا کرتاہے نیز اسے بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے ذرائع ابلاغ کو بھی استعمال کرتاہے۔

پی ایچ ایف سیفٹی: اس میں کام کے ماحول کے بارے میں معلومات کو اکٹھا کرنے اور اس کاتبادلہ وغیرہ شامل ہے تاکہ پاکستان کے خطرناک اورحساس علاقوں میں امدادی کاموں میں شریک اراکین کوکسی بھی ہنگامی صورتحال یا خطرے کے پیش نظر بروقت خبردارکرنے کے ساتھ ساتھ انہیں مناسب ہدایات بھی دی جاسکیں۔ PHF کے ذریعے ملنے والی ان تازہ ترین معلومات ، پیغامات اور تربیتی معاونت کی بدولت امدادی سٹاف ، اثاثہ جات اور امداد حاصل کرنے والوں کے بہتر تحفظ میں مدد ملے گی۔

" PHF نے پاکستان میں انسانی ہمدردی اور خدمات کی آواز کو اورزیادہ مضبوط بنادیا ہے۔ 53آئی این جی اوز کی آراءکوہم آہنگ بنانے اور ایک مشترکہ موقف اپنانے کا جو عظیم کام اس نے انجام دیا ہے ،وہ واقعی انمول ہے ۔اس کی واضح جھلک غیر رسمی کاموناور عوامی حمایت کے ساتھ ساتھ پریس ریلیز میں بھی نظر آتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ امدادی سرگرمیوں میں مصروف ان تنظیموننے ضرورت مند افراد کوایک آواز او ر زبان دی ہے۔"

یو این، او سی ایچ اے پاکستان

OCHA

پیش رفت ہوئی ہے، مگر مسائل بھی درپیش ہیں

پاکستان میں موجود بین الاقوامی این جی اوز(INGOs) کی نمائندگی اور ان کے درمیان باہمی رابطے کے لیے ان کے اراکین پر مشتمل ایک تنظیم بنانے کا خیال ایک دہائی قبل منظر عام پر آیا تھا۔

یہ خیال انتہائی سادہ تھا کہ ایک ایسا فورم ہونا چاہیے جہاں معلومات کا تبادلہ کیاجاسکے، باہمی رابطے کو بہتر بنایا جاسکے اور انسانی امداد اور ترقی میں مصروف تنظیموں کو اہم آہنگ کرکے ایک موثر آواز بنایا جا سکے۔

جون 2003ءمیں اپنے قیام کے بعد سے پاکستان ہومنٹیرین فورم (PHF) نے ایک طویل سفر طے کیاہے ۔ یہ لگ بھگ ایسی 20آئی این جی اوز کے ایک غیررسمی نیٹ ورک کے طور پر منظر عام پر آیا جو گزشتہ سال شمالی علاقوں میں آنے والے زلزلے میں امدادی کاموں میں مصروف رہ چکی تھیں۔

اَب تک 50سے زائد ایسی بین الاقوامی تنظیمیں اس کی رکن بن چکی ہینجو پاکستان بھر میں غریب اور مسائل کے شکار طبقے کے لیے سازگارماحول بنانے کے لیے حکومت پاکستان، اقوام متحدہ کی ایجنسیوں ، مقامی این جی اوز اور دوسرے اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔

PHF سیکرٹریٹ اپنے اعلیٰ تربیت یافتہ سٹاف کے ذریعے اپنے اراکین کو بنیادی سروسز فراہم کررہاہے جن میں معلومات کا حصول اور رابطہ کاری ، پالیسی سازی، مواصلات اور این جی اوز کو تحفظ فراہم کرنے جیسے اہم امور شامل ہیں۔

یہ فورم اپنے اراکین کی موثر آوازبن چکا ہے اور انسانی امداد کی پالیسی اورسرگرمیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے حکومت پاکستان ، اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ تعاون کررہاہے۔

چونکہ پاکستان آج کل قدرتی اور انسان کی پیداکردہ آفات و سانحات کی شدید زد میں ہے۔ ان حالات میں اس طرح کے فورم کی جتنی ضرورت آج محسوس کی جارہی ہے، پہلے کبھی نہ تھی۔ اکتوبر 2005ءکو یہاں آنے والے قیامت خیز زلزلے نے بہت زیادہ تباہی مچائی ۔ اس کے بعد پاکستان 2010ءمیں مون سون کی بارشوں کے بعد مسلسل سیلابوں کی زد میں رہا۔ پاکستان کے بہت سے علاقوں میں تشدد اور دہشت گردی کے خطرات سے بچنے کے لیے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نقل مکانی پربھی مجبورہوگئی۔ ملک کے بعض دُوردراز علاقوں میں صحت و تعلیم کی بہتر سہولیات تک رسائی کے لیے طویل المدتی ترقیاتی سرگرمیاں اور تعاون کے پروگرام اہم ترجیحات ہیں۔

ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے آفات کی تیاری بھی ایک اہم ترجیح ہے جو کسی بھی آفت سے نمٹنے کے لیے منصوبہ سازی اور اس کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے میں مددگار ثابت ہو۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو

رہی ہے کہ جب سے آفات کے خطرات میں کمی (DRR) فورم کا قیام عمل میں آیا ہے، اس کے اراکین کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی ساکھ میں بھی اضافہ ہوا ہے اور یہ یقینا حکومت پاکستان اور دوسری ایجنسیوں کے ساتھ تعاون کی فضا قائم رکھے ہوئے ہے۔

انسانی ہمدردی اور ترقیاتی ضروریات کے پیش نظر PHF کے اراکین کے لیے پاکستان میں اپنی سرگرمیوں کے لیے ایک پیچیدہ اورحساس ماحول پایاجاتاہے۔ بعض علاقوں میں انسانی ہمدردی کے پروگراموں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے جو ایک بہت بڑاچیلنج اور مسئلہ ہے۔ کشیدگی اور ناقابل اعتبار سیکورٹی بھی بڑے خدشات بھی پائے جاتے ہیں۔

لیکن ہمیں مکمل اُمید ہے کہ مسائل کے شکار لوگوں کی فلاح و بہبودکی ذمہ داری اٹھانے والے اسٹیک ہولڈرز کی مدد سے آنے والے مہینوں اور سالوں میںشراکت اورتعاون کی کوششوں کو مزید فروغ حاصل ہو گا۔

اس رپورٹ کے اگلے صفحات میں باہمی شراکت کو اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ PHF کے اراکین کے کاموں پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ یہ سمجھنے میں بہتر طورپر مدد مل سکے کہ ہم کیا اور کیسے کام کرتے ہیں۔ بالخصوص ان سے فائدہ اٹھانے والے افرادپران کاموں کے کیا اثرات پڑتے ہیں۔ دراصل یہی وہ لوگ ہیں جنھیں ہماری تمام تر کوششوں اور توجہ کا مرکز ہونا چاہیے۔

فیاض احمد، صدر، PHF 2013ء

(چیئرمین NDMA کا پیغام)

حکومت انسانی ہمدردی کی شراکت کو بہت اہمیت دیتی ہے

قدرتی آفات اور عالمی ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات کی وجہ سے حالیہ برسوں میں پاکستان کو بڑے پیمانے پر نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔2005ءکے قیامت خیززلزلے، 2010ءمیں شدید سیلاب اور 2011-12ءمیں مون سون بارشوں نے مسائل کے شکارلوگوں کو شدید متاثر کیا۔ نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA)نے قدرتی اور ہنگامی حالات سے نمٹنے کا قومی ادارہ ہونے کے ناطے PDMAs/DDMAs، حکومتی اداروں ، اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل کر متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیوں کو یقینی بنانے میں انتہائی موثر کردار اداکیا ہے۔

آئی این جی اوز نے PHF کے پلیٹ فارم کے ذریعے ہماری کوششوں کے سلسلے میں جو اہم کردار اداکیاہے، ہم اس کا تہہ دل سے اعتراف کرتے ہیناوراس پر انھیں خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں۔ PHF کے پلیٹ فارم نے امدادی سرگرمیوں کے عمل کو فوری طور پر حرکت میں لانے اور اس سلسلے میں کی جانے والی کوششوں میں کسی بھی قسم کی تکرار(duplication)کوختم کرنے میںبہت معاونت فراہم کی ہے۔

PHF کی بیش قیمت معاونت اور ڈیزاسٹر مینجمنٹ میں سرگرم اس کے دیگر پارٹنرز کی انسانی بنیادوں پرامدادی سرگرمیوں اوراس دوران اپنی صلاحیتوں کے بہترین اظہار پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔امدادی سرگرمیوں اور طویل المدتی ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں تعاون اور شفافیت کی حوصلہ افزائی کے لیے NDMA اس شراکت میں بنیادی کرادار ادا کرتا رہے گا۔مجھے یقین ہے کہ اس رپورٹ کی اشاعت سے حکومت پاکستان اور PHFکے اراکین کے درمیان موجود شراکت مناسب طور پر اجاگر ہو گی۔

میجر جنرل محمد سعید علیم ، چیئرمین NDMA

پاکستان .. شراکت کی اشد ضرورت

پاکستان ایک وسیع وعریض ملک ہے جس کی آبادی 180ملین کے لگ بھگ ہے۔ شمال میں ہمالیہ کی بلند و بالا چوٹیوں سے لے کر جنوب میں واقع ہموار میدانوں تک ،جہاں دریائے سندھ بحیرہ عرب میں جا ملتایہاں مختلف رنگ ونسل کے لوگ آباد ہیں۔ یہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور ہر علاقے کی منفردرسم و رواج ہیں۔اس کے شمال جنوب میں افغانستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ پہاڑی قبائلی علاقے اور جنوب میں بلوچستان کی ناہموار سرزمین واقع ہے۔ جبکہ پنجاب اور سندھ کی زرخیز سرزمین زرعی اعتبار سے اس کے اہم ترین علاقے اور اس کا دل سمجھے جاتے ہیں۔

پاکستان کے عوام اور حکومت کو مختلف قسم کے بہت سے چیلنجز اور مسائل درپیش ہیں۔ کئی ملین افراد کو غربت وافلاس ، خوراک کی کمی، طبی اورتعلیمی سہولیات کی کمی کا سامنا کرنا پڑتاہے۔ ان میں سے چند مسائل کی وجہ تو یہاں کا ماحول اور دُشوار گزار علاقے ہیں۔ باقی مسائل کا ذمہ دار اس کے جغرافیائی محل وقوع کو ٹھہرایا جا سکتاہے کیونکہ یہ ملک ایسے خطے میں واقع ہے جو ہر وقت زلزلے اور سیلاب جیسی قدرتی آفات کی زد میں رہتاہے۔ دوسرے عوامل میں ایک کمزور انتظامی ڈھانچہ اور صحت و تعلیم کے شعبوں میں بڑی سرمایہ کاری نہ ہونا شامل ہے۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کی ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ کے مطابق اس وقت جی ڈی پی کا بالترتیب 0.8 فیصد اور 2.4فی صد اس مد میں رکھاگیاہے۔

”کسی بھی قوم کا اصل سرمایہ اس کے عوام ہوتے ہیں“

UNDP کی ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ

ہیومن ڈویلپمنٹ انڈیکس (HDI) میں دُنیاکے 187ممالک سے پاکستان کا 146واں نمبر ہے۔HDI کا یہ پیمانہ ترقی کے تین بنیادی پہلوؤں یعنی صحت ، تعلیم اور آمدن کو ناپ کر قومی بہبود کا تعین کرتاہے ۔ جنوبی ایشیا ءبحیثیت ریجن 1980سے HDI کے پیمانے پر بہتر پوزیشن پر ہے مگر پاکستان کا نمبر علاقائی اوسط میں بھی سب سے نیچے ہے ۔ گزشتہ ایک دہائی کے دوران زلزلوں اور مون سون کی شدید اور مسلسل بارشوں سے آنے والے سیلابوں نے اُن غریب اور متاثرہ طبقوں کی مشکلات کو مزید بڑھا دیا ہے جو پہلے ہی مسائل کی چکی میں پس رہے تھے۔ اس پس منظر میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر مشترکہ کوششوں کی جتنی ضرورت آج ہے، پہلے کبھی نہ تھی۔ آئی این جی اوز ، اقوام متحدہ اور انسانی خدمت کے اداروں سے تعلق رکھنے والے دیگراسٹیک ہولڈرز شراکت داری اور تعاون کے جذبے سے

سرشار ہو کر ان تمام چیلنجز(مسائل) سے نمٹنے کے لیے حکومت پاکستان کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لیے پرعزم ہیں۔

حکومت پاکستان اور اس کے شراکت دارونکے سامنے ذمہ داریوں کا ایک پہاڑ ہے مگر انسانی بہبود اور طویل المدتی ترقیاتی اہداف کو حاصل کرنے کے سلسلے میں تمام اسٹیک ہولڈرز کے درمیان بہترتعاون اور جوش وجذبہ پایا جاتاہے جس کے پیش نظر یہ مکمل اُمید ہے کہ وہ ان تمام ذمہ داریوں سے احسن طریقے سے عہدہ برا ہونے کے قابل ہوجائیں گے۔

اہم حقائق

* 40ملین سے زائد پاکستانیوں کی روزانہ آمدن 1.25ڈالر سے بھی کم ہے جو بین الاقوامی طور پر وضع کردہ خطِ غربت سے نیچے ہے۔[1]

* 10بچوں میں سے ایک بچہ پانچ سال کی عمرتک پہنچنے سے قبل ہی موت کے منہ میں چلا جاتاہے جن میں سے 30فی صد ایسی بیماریوں کا شکارہوکر ہلاک ہوجاتے ہیں جو قابل ِعلاج ہیںجبکہ باقی 60فی صد اموات کی وجہ پانی اور نامناسب صحت و صفائی ہیں۔

* پاکستان میں موجود ایسے بچوں کی تعداد نصف سے بھی کم ہے جنھیں بیماریوں کے خلاف مکمل حفاظتی ٹیکے یاویکسین دی چکی ہے ۔ پاکستان دُنیا کے ان تین ممالک میں شامل ہے (باقی دوممالک افغانستان اور نائیجیریا ہیں)جہاں پولیو کی بیماری ابھی بھی وبائی شکل میں موجودہے۔[2]

* تقریباً 50فی صد بچے پرائمری سکول میں جانے کی عمر کو پہنچ چکے ہیں مگر ابھی تک تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول میںداخل نہیں ہوئے۔ جہاں تک اس عمر کی لڑکیوں کا تعلق ہے تویہ تعداد اس سے بھی کم یعنی تین چوتھائی ہے۔

* 15سال یا زائد عمر کے کل 50 فی صد مرد ناخوانده ہیں۔ ایسی خواتین کی تعداد تین چوتھائی کے قریب ہے۔[3]

* 2005ءمیں کشمیر میں آنے والے زلزلے میں 75ہزار افراد لقمہ اجل بنے اور 3.5ملین افراد گھروں سے محروم ہوگئے[4]، ہزاروں سکول ، ہسپتال اور حکومتی املاک تباہ و برباد ہو گئیں، جن میں سے بہت سی عمارتوں کی تعمیر نو ابھی تک نہیں ہوسکی۔

* 2010ءمیں مون سون بارشونکی وجہ سے آنے والے سیلاب سے 20ملین افراد متاثر ہوئے۔ [5] ہر سال تواتر سے آنے والے سیلابوں کی وجہ سے مکمل بحالی ممکن دکھائی نہیں دیتی اور ہزاروں خاندان اب بھی بنیادی سہولتوں کے بغیر بے یارومددگار پڑے ہیں۔

---

[1] OCHA پاکستان، مارچ2013

[2] یونیسف پاکستان، 2012

[3] انٹرنیشنل ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ،2013

[4] ERRA، 2007

[5] NDMA، 2011

"ترقی کا مقصد لوگوں کوایک ایسا ماحول فراہم کرنا ہوتاہے جہاں وہ اپنی طویل ، صحت مند اور تخلیقی زندگی سے لطف اٹھا سکیں۔"

محبوب الحق ، بانی، ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ

پاکستان میں انسانی ہمدردی کے کام

پاکستان قدرتی اور انسان کی پیداکردہ آفات سے متاثر ہورہاہے اور اب بھی ان خطرات کی شدید زد میں ہے۔ 2005ءکا زلزلہ ، جنوب مغرب علاقوں میں بدامنی کی وجہ سے ہونے والی نقل مکانی اور مون سون کی بارشوں سے آنے والے سیلاب ان خطرات کی واضح مثالیں ہیں۔متاثرین کی ضروریات کے پیش نظر انسانی ہمدردی کی تنظیموں نے حکومتی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر امدادی کام کا آغازکیا جس سے وجہ سے ان آفات اور تباہ کاریوں کے منفی اثرات کوکم کرنے میں بہت مدد ملی۔ انسانی خدمت اور امدادکے اداروں اورتنظیموں نے ان تمام کاموں کو ایک تسلیم شدہ فریم ورک کے ذریعے تمام اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ قریبی رابطے میں رہتے ہوئے پایہ تکمیل تک پہنچایا ۔ اس ’’انسانی ہمدردی کے کام‘‘ کے ذریعے کسی بھی ہنگامی صورتحال میں متاثرین کی امداد کے لیے ایک موثر ، بروقت اور مربوط جوابی اقدام کرنا ممکن ہوا۔

UN OCHA اور کلسٹر سسٹم

کلسٹر اپروچ ایک ایسا مربوط نظام ہے جو اقوام متحدہ کی ایجنسیوں ، حکومتی اداروں اور قومی و بین الاقوامی ایجنسیوں کے درمیان شراکت داری کو بہتربنا کرامدادی سرگرمیوں کی بہتر منصوبہ بندی اور انہیں زیادہ موثر اور جوابدہ بناتاہے۔اس مشترکہ اپروچ کی نگرانی اقوام متحدہ کا کوآرڈی نیشن آف ہیومنٹرین افیئرز (OCHA) کا ادارہ کرتاہے۔ یہ متاثرہ علاقوں اور شعبہ جات میں جاری امدادی سرگرمیوں میں تکرار(overlapping) اور ان میں پائے جانے والی کسی بھی کمی یا کمزوری کی نشاندہی کرنے میں مددفراہم کرتا ہے۔ہر ایک کلسٹر ایک بنیادی شعبہ کا احاطہ کرتاہے جیسے تحفظ یا شیلٹر۔

کلسٹر میٹنگز کا انعقاد ضلعی ، صوبائی اور وفاقی سطح پر کیاجاتاہے۔ ضلعی کلسٹرز صوبائی کلسٹرز کے ساتھ جبکہ صوبائی کلسٹرز اپنے قومی کلسٹرز سے جڑے ہوتے ہیں۔

"PHF کی رابطہ کاری کی ذمہ داریوں کی بدولت پاکستان میں امدادی سرگرمیوں میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ ہومنٹیر ین کنٹری ٹیم اور انٹر کلسٹر کوآرڈی نیشن میٹنگز ICCMsمیں آئی این جی اوز کی نمائندگی کا کردار اس بات کو یقینی بنا تا ہے کہ جائزہ اور انسانی ہمددری کے کاموں تک رسائی کے اعدادوشمار کومشترکہ طور پر اکٹھا کیاجائے،متعلقہ اسٹیک ہولڈرز سے معلومات کا تبادلہ کیا جائے اور این جی اوز کے معاملات پر غور کیاجائے، ان کے بارے میں حکومت کو آگاہ کیا جائے ۔ اس طرح ان تمام اقدامات کی بدولت باخبر فیصلہ سازی کے عمل میں نمایا ں بہتری پیداہوتی ہے۔"

UN OCHA پاکستان

PHF کے اراکین آئی این جی اوز کیاہیں؟

PHFکے اراکین میں پاکستان میں امدادی سرگرمیوں ،آفات سے بحالی ، خطرات میں کمی اور طویل المدتی ترقیاتی کاموں میں مصروف بین الاقوامی این جی اوز شامل ہیں۔

غیرسرکاری تنظیموں (NGOs) حکومتی اداروں کے ساتھ کسی معاہدے کے تحت وجود میں نہیں آتیں اور وہ اپنے اصولوں اور پروگراموں کے لحاظ سے آزاد ہوتی ہیں۔ ورلڈ بینک این جی اوزکی تعریف ان الفاظ میں کرتاہے کہ" یہ ایک ایسی تنظیم ہوتی ہے جو مشکلات میں گھرے افرادکی امدادکا بندوبست کرے یا غریب طبقے کے مسائل کو اجاگر کرے یا ماحولیات کا تحفظ کرے یابنیادی سماجی خدمات فراہم کرے یا کمیونٹی کے لیے ترقیاتی کام انجام دے۔"بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیمیں (آئی این جی اوز) قومی غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) جیسی ہی ہوتی ہیں مگروہ بین الاقوامی دائرہ کار کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک میں مخصوص ترجیحات پر کام کرنے کے لیے دُنیا بھر میں اپنے دفاتر اور پروگرام چلاتی ہیں۔

اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 71کے مطابق این جی اوز کو اقوام متحدہ کی اقتصادی و سماجی کونسل (UN ECOSOC)میں مشاورتی درجہ حاصل ہوتاہے کیونکہ وہ اقوام متحدہ کے پارٹنرز ہونے کے ناطے عالمی پالیسی سازی کے عمل میں شریک ہوتی ہیں۔

بہت سی آئی این جی اوز ، انسانی بہبود اور ترقیاتی معاونت میں مدد فراہم کرنے کے ذمہ دار حکومتی اداروںجیسا کہ برطانیہ کا ادارہ برائے انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ (DFID) یا کینیڈا کی انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA) یا پھر اقوام متحدہ کی ایجنسیوں سے مخصوص پروگراموں کے لیے مالی امدادکی درخواست کرتی ہیں۔ آئی این جی اوز اکثر رضاکاروں اورسرکاری و نجی عطیات کے ذریعے بھی اپنے فنڈز میں اضافہ کرتی ہیں۔

پاکستان میں آئی این جی اوزنے حکومت کے اکنامک افیئرز ڈویژن (EAD)کے ساتھ مفاہمت کی یاداشت پر دستخط کیے ہیں۔

آئی این جی اوز لوگوں ، قومی اور مقامی حکام ، اقوام متحدہ کی ایجنسیوں ، قومی این جی اوز اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کی قریبی شراکت داری سے کام کرتی ہیں۔یہ شراکت داری مشکل ماحول مو

ثر طورپر کام کرنے اور باہمی طورپر رابطہ قائم کرنے کے لیے بہت اہم ہوتی ہیں۔

کام کی نوعیت کیاہے؟

آئی این جی اوز پاکستان بھر میں مختلف قسم کے امدادی کام اور طویل المدتی ترقیاتی معاونت فراہم کرتی ہیں۔ اس کا دائرہ کار شمال کے دُوردراز پہاڑی علاقوں سے لے کر جنوبی سندھ تک اور بلوچستان سے لے کرپنجاب تک پھیلا ہوا ہے۔

ان کے کام کی نوعیت ضرورت اور ترجیحات کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے ۔ ان کاموں میں ہنگامی امداد، پانی کی فراہمی ، حفظان صحت (WASH)کے پروگرام یاہنگامی خوراک اورمحفوظ پناہ گاہوں کی فراہمی، بچوں کے حوالے سے اساتذہ کی تربیت اور آفات کے خطرات کو کم کرنے کی بنیاد پر قائم ہونے والی کمیونٹیوں کے ساتھ مل کر کام کرنا شامل ہے۔اس کے اراکین بہت سے پارٹنرز بشمول مقامی این جی اوز کے ساتھ مل کرکام کرتے ہیں اور متاثرہ کمیونٹیوں کی ضروریات ، ترجیحات اورطریقہ کار کی نشاندہی کرنے کے لیے ان سے قریبی رابطے میں رہ کر کام کرتے ہیں ۔

اہم بات یہ ہے کہ PHF کے اراکین پاکستان میں صرف ناگہانی آفات میںامدادی سرگرمیوں تک ہی محدود نہیں ہوتے بلکہ یہ صحت اور تعلیم کے طویل المدت منصوبوں میں بھی مصروف عمل ہوتے ہیں اور صلاحیت سازی میں اضافے کے لیے کئی سالوں سے دوسرے اسٹیک ہولڈرز کی شراکت داری کے ساتھ کام کررہے ہیں۔ باقی ماندہ اراکین غربت کے خاتمے کے لیے لوگوں کو تربیت اور روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مظلوم اور پس ماندہ طبقوں کو بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے جدوجہد کررہے ہیں۔

آفات کے خطرات کم کرنا

پاکستان میں قدرتی آفات اور ہنگامی حالات سے موثر طور پر نمٹنے کے لیے حکومت پاکستان، اقوام متحدہ کی ایجنسیاں، سول سوسائٹی، این جی اوز اور دیگر متعلقہ اداروں اور تنظیموں کی جانب سے پائیدار اور انتھک کوششیں تو نظر آرہی ہیں مگر ایک معاملہ جو وقت کے ساتھ ساتھ نمایاں اور اہمیت اختیار کررہاہے، وہ آفات کے خطرات میں کمی (DRR) ہے ۔ دوسرے الفاظ میں خاص طور رپر خطرات کے شکار ایسے علاقوں میںتیاری اور صلاحیت سازی کا کام کرنا جہاں آفت آنے کی صورت میں کسی بھی مصیبت اور ہنگامی صورتحا ل کے اثرات کو کم کیاجاسکے۔

اس وقت انسانی بہبود اور ترقیاتی بجٹ کا صرف 2فیصد DRRپر خرچ کیاجارہاہے۔لیکن آفت آنے کا انتظار کیوں کیاجائے جبکہ اس کی پیش بندی کرکے اس کے اثرات کو کم کیاجاسکتاہے۔

اس سوال کی گونج پر حکومت پاکستان اور پوری ہیومنٹرین کمیونٹی ممکنہ آفات کی زد میں آنے والے علاقوں میں بھاری سرمایہ کاری کرنے پر غورکررہی ہیں۔

DRR کا کردار خطرے کا اندازہ لگانے ، حفاظتی اقدامات پر سرمایہ کاری کرنے ، پہلے سے موجود ڈھانچے کو مضبوط بنانے اور آفات کے رونماہونے سے قبل ممکنہ ہنگامی حالات سے موثر طورپر نمٹنے کے لیے لوگوں کو تیار کرنے کے گرد گھومتاہے۔اس میں مثال کے طور پرپیشگی اطلاع کے نظام کا قیام شامل ہے جیساکہ دسمبر 2004ءمیں بحیرہ ہند میں اٹھنے والے تباہ کن سونامی کے بعد دُنیا بھر میں اس طرح کے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

ستمبر 2011ءمیں PHF کی حمایت سے سول سوسائٹی DRR فورم قائم کیاگیا تاکہ حکومت پاکستان اور دوسرے سٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل کر اس سلسلے کو آگے بڑھایا جائے اور تیاری و بحالی کے معاملے کو قومی و بین الاقوامی ایجنڈے پر اٹھایا جائے۔

اس وقت 69قومی اور بین الاقوامی این جی اوز DRRفورم کی رکن ہیں۔ یہ فورم پہلے ہی معلومات کے تبادلے اور صلاحیت و استعدادکار میں اضافے کے سلسلے میں حکومتی ایجنسیوں کے ساتھ قریبی شراکت داری رکھتے ہوئے کام کر رہاہے۔

DRR ایک اچھی سرمایہ کاری ہے۔ خطرات میں کمی ، پائیدار بحالی اور صلاحیت سازی میں اضافہ کرنے سے زندگیوں اور املاک کومحفوظ بنایا جاسکتاہے اور یہی خوبی ان افراد کے لیے کافی ہے جو آئندہ آنے والی آفات کے پاکستان پر ممکنہ اثرات کو کم کرنے کے سلسلے میں مصروف عمل ہیں۔

DRR انفرادی" ترقی" قبل از وقت بحالی، اور "ایمرجنسی" میں تعاون کے طریقہ کار سے ہٹ کر ایک نمایاں،آفات کے خطرات میں کمی مینجمنٹ اور ماحولیاتی تبدیلیوں کے مسائل اور معلومات و علوم کاتبادلہ کرنے کے لیے ایک طویل المدت ادارے کے طورپر خدمات انجام دینے والا فورم ہے۔

DRR فورم

کیس سٹڈیز: PHFکے ارکان کہاں کام کرتے ہیں؟

آزادجموں وکشمیر

بچوں کی بہبود کے لیے طویل المدت معاونت

اسلامک ریلیف کے چائلڈ ویلفیئر پروگرام (CWP) میں اس امر کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ یتیم بچوں اور ان کے گھر والوں کو خوراک، لباس، تعلیم، طبی اور رہائشی سہولتوں تک رسائی حاصل ہو۔ یہ تنظیم بیوؤں کی معاونت کر کے یہ کوشش کرتی ہے کہ خاندانوں کو ٹوٹنے اور بکھرنے سے بچایا جائے۔ اسلامک ریلیف کی تنظیم گزشتہ 20 سال سے پاکستان بھر میں اپنے چائلڈ ویلفیئر پروگرام پر عمل کر رہی ہے۔

اس پروگرام کے تحت انتہائی غریب خاندانوں کی مالی امداد کر کے ان کی بنیادی ضروریات کوپورا کیا جاتا ہے۔ فی الوقت اسلامک ریلیف ملک بھر میں CWP کے ذریعے 3,057بچوں کی مدد کر رہی ہے جن میں1,415 لڑکیاں اور 1,642 لڑکے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد ان بچوں کی تعلیمی، غذائی اور دیگر بنیادی ضروریات پوری کرنا ہے اور یہ یقینی بنانا ہے کہ انہیں بھی وہ تمام مواقع حاصل ہوں جو عام بچوں کو ملتے ہیں نیز معاشرے کا فعال رکن بننے میں ان کی مدد کی جائے۔

اسلامک ریلیف مظفرآباد آزادکشمیر سے تعلق رکھنے والے 16 سالہ شاہ زیب کو امداد فراہم کر رہی ہے۔ شاہ زیب کہتا ہے کہ " پبلک ہیلتھ کے ذریعے لوگوں کی خدمت کرنا میری خواہش ہے۔حال ہی میں ،میں نے اپنا انٹرمیڈیٹ امتحان بڑے اچھے نمبروں کے ساتھ پاس کیا ہے۔ میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ رہتا ہوں اور ہمارا گزارہ بہت مشکل سے ہوتا ہے۔ میرے والد 2002 میں انتقال کر گئے تھے۔"

وہ مزید کہتاہے کہ " اسلامک ریلیف نے 2004 میں اپنے سپورٹ پروگرام میں مجھے شامل کیا، اس وقت میں تیسری جماعت کا طالب علم تھا۔ میں گزشتہ 9 سال سے وظائف وصول کر رہا ہوں اور اَب میں بڑا ہو کر لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلیوں لانے کے لیے تیار ہوں۔"

شاہ زیب نے بتایا کہ"میں یہ سوچتاہوں کہ اگر اسلامک ریلیف نہ ہوتی تو میں کیا کرتا۔کیونکہ میری والدہ پر پہلے ہی مالی بوجھ بہت زیادہ تھا لیکن اسلامک ریلیف کی اخلاقی اور مالیاتی امداد نے ہمارے اندر آگے بڑھنے کا جذبہ پیداکیا۔ میں اپنے دلی جذبات اور احساسات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے طبی سہولیات، لباس اور تحائف ملتے رہے ہیں اور ان کے ساتھ تفریحی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتا رہاہوں جو مجھ جیسے بچوں کے لیے منعقد کی جاتی تھیں۔ میں اس تنظیم کو عطیات دینے والے تمام لوگوں کا شکرگزار ہوں جن کے پیسوں سے یہ سب کچھ ممکن ہوتا ہے۔"

"ان تمام برسوں کے دوران میں نے یہ سیکھا ہے کہ تعلیم ہی وہ واحد ہتھیار ہے جس سے آپ غربت کے شیطانی چکر کو توڑ سکتے ہیں۔ میرے نزدیک عطیات دینے والوں کی مالی امداد محض وظائف نہیں ہیں؛ بلکہ یہ ان لوگوں کی ایک موثر اوربہترین سرمایہ کاری ہے جنہوں نے میری مدد کی ہے۔ اس وقت میں تیسری جماعت میں تھا اور اب پری میڈیکل کا طالب علم ہوں۔" شاہ زیب نے اپنے اس عزم کا اظہار کیاکہ " میں انشاء اللہ پبلک ہیلتھ کے ذریعے لوگوں کی خدمت کرکے ان تمام احسانات کا بدلہ اتُاردوں گا۔"

" میری والدہ پر پہلے ہی مالی بوجھ بہت زیادہ تھا لیکن اسلامک ریلیف کی اخلاقی اور مالیاتی امداد نے ہمارے اندر آگے بڑھنے کا جذبہ پیداکیا۔ میں اپنے دلی جذبات اور احساسات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔"

شعبہ جات

بچوں کا تحفظ

DRR/DRM

تعلیم

غذائی تحفظ اور روزگار

صحت

دیگر

WASH

تصویر 1: شاہ زیب اس وقت کی تصویر دکھا رہا ہے جب اسے بچپن میں پہلا وظیفہ ملا۔

تصویر 2: ارشاد صاحب کا کہنا ہے کہ انھیں نئے اقدام کی نہایت ضرورت ہے۔

نئے ہنر اورمہارتوں سے روزگارکمانا

قطر چیریٹی (QC) 2010ءسے وادی لیپہ میں کام کر رہی ہے یہ تنظیم مقامی لوگوں کو نئے ہنراور مہارتیں سکھا رہی ہے اور کاروباری مواقع فراہم کررہی ہے تاکہ معاشرے کو تحریک دے کر دیرپا ترقی کے لیے معاونت کی جائے۔

موجی چیٹرگم گاؤں کے رہائشی ارشاد صاحب 7 افراد پر مشتمل گھرانے کے واحد کمانے والے ہیں۔ تین برس قبل وہ سبزی کی ایک چھوٹی سی دکان چلا رہے تھے لیکن اس کی ماہانہ آمدنی سے ان کے گھر کے بنیادی اخراجات بھی

پورے نہیں ہو تے تھے۔ کاروبار میں مسلسل کمی ہونے کی وجہ سے وہ رشتہ داروں سے قرض لینے پر مجبور ہو گئے جس نے ان کی مالی حالت کومزید خراب کر دیا۔

قطر چیریٹی(QC) کی اس علاقے میں معاشرے کو تحریک دینے کی سوچ نے ارشاد صاحب کے لیے یہ ممکن بنادیا کہ وہ مقامی سماجی ادارے کی مدد سے گاؤں میں ہی ایک نیا کاروبار شروع کر سکیں۔ ۔گاؤں میں ویٹرنیری سروس چلانے کا خیال آیا کیونکہ اس کی اشد ضرورت تھی۔اس طرح ارشاد صاحب کے خاندان کی مالی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ چیٹرگام کی مقامی تنظیم نے گاؤں میں جانوروں کی ادویات کی دکان کھولنے کی قرارداد منظور کی اوراس کے لیے ارشاد صاحب کے نام کی سفارش کی گئی۔ قطر چیریٹی(QC) مختلف ترقیاتی منصوبوں پر عمل کر رہی ہے جن میں چھوٹے /درمیانے درجے کے کاروبار کی معاونت اور صلاحیت سازی کے کام نمایا ناہمیت رکھتے ہیں۔ ایسے ہی ایک منصوبے کے تحت قطر چیریٹی(QC) نے ارشاد صاحب کو دکان کھولنے کے لیے ادویات فراہم کیں اور وہ اپنے آبائی گاؤں ہوچری کے بازار میں نیا کاروبار شروع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس معاونت سے ارشاد صاحب کے کاروبار کا آغاز ممکن ہوگیا جس سے وہ نہ صرف اپنا قرض اُتارنے کے قابل ہوگئے ہیں بلکہ قطر چیریٹی(QC) کو قسط وار رقم بھی واپس کرنے لگے ہیں۔

ارشاد صاحب نے ایک ماہ کے کمیونٹی لائیو سٹاک ایکسٹینشن ورکرز (Community Livestock Extension Workers) نامی تربیتی کورس میں بھی شرکت کی جس سے ان کی ویٹرنیری مہارتوں مینبہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔اس تربیت کے ذریعے وہ یونین کونسل بانہ م

±لا میں سات روز کے اندر کیڑے مار اور ویکس نیشن مہم شروع کرنے کے قابل ہو گئے اور اچھی خاصی کمائی بھی کرلی۔ اَب اُن کی زندگی میں انقلاب آ چکا ہے۔

انہوں نے کہاکہ "میں اس منفرد امداد کرنے پر قطر چیریٹی(QC) کا شکرگزار ہوں جس نے مجھے با اختیار بنادیاہے۔ اَب مینںہ صرف اپنا کاروبارخود چلا سکتا ہوں بلکہ اپنی مالی مشکلات کا مقابلہ بھی کر سکتا ہوں۔"

میں اس منفرد امداد کرنے پر قطر چیریٹی(QC) کا شکرگزار ہوں جس نے مجھے با اختیار بنادیاہے۔ اَب مینںہ صرف اپنا کاروبارخود چلا سکتا ہوں بلکہ اپنی مالی مشکلات کا مقابلہ بھی کر سکتا ہوں۔

آزادکشمیر میں کام کرنے والے PHF کے ارکان کی تعداد: 7

فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد: 649,708

کیس سٹڈیز: PHF کے ارکان کہاں کام کرتے ہیں

بلوچستان

بلوچستان میں زلزلے کے بعد ہنگامی امداد

اپریل 2013 ءمیں ایران کی جنوب مشرقی سرحدی علاقے میں آنے والے 7.8 شدت کے زلزلے نے پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے ضلع واشوک کے علاقے مشاخیل کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ سرکاری اداروں نے بلوچستان میں کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ مل کر 30,000 لوگوں کی امداد کا کام شروع کیا۔ صوبے کی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کے مطابق مجموعی طور پر 2,250 مکانات اور دکانوں کو نقصان پہنچا ۔ ان میں سے 1,500 مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔

PHFکے رکن اداروں نارویجن ریفیوجی کونسل (NRC)، اسلامک ریلیف (IR) اور کیتھولک ریلیف سروس (CRS) نے ضلع واشوک کے علاقے مشاخیل میں متاثر ین کو فوری طورپر امداد فراہم کی۔

PDMA بلوچستان کی جانب سے ایک جائزہ گروپ تشکیل دیا گیا تاکہ امدادی ضروریات کابہتر طورپر جائزہ لیا جا سکے۔ اس گروپ میںNRC، IR،میڈیسنز سانزفرنٹیئرز(MSF)اور بلوچستان رورل سپورٹ پروگرام (BRSP) اور PDMA کے نمائندے شامل تھے۔

حکومتی اداروں نے پہل کرتے ہوئے متاثرہ علاقوں میں خوراک، ٹینٹ، کمبل، ہائی جین کِٹ، طبی سامان اور دیگرامدادی اشیاءفراہم کی گئیں جبکہ غیر سرکاری تنظیموں نے مقامی سطح پر حکومتی اداروں کی مدد کی۔تاہم ٹوٹی پھوٹی سڑکوں، پہاڑی راستوں اورتحفظ و سلامتی کے مسائل کی وجہ سے امدادی کاموں میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

مشاخیل کے متاثرہ علاقونمیں 85 فیصد خاندانوں کو زلزلے نے نقصان پہنچایا جن میں سے نصف لوگوں کے مکانات مکمل طورپر تباہ ہوگئے۔

70 سالہ محمد عمر مشاخیل کے علاقے مشرقی زواگ میں رہتے ہیں اور نابینا ہیں۔ ان کی چھ بیٹیاں ہیں لیکن روزگار کوئی نہیں۔ دو کمروں پر مشتمل ان کا مٹی کا مکان زلزلے میں تباہ ہو گیا اور اب وہ کھلے آسمان تلے رہنے پر مجبور ہیں۔

ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم نے آفت کے چند روز بعد ہی مدد فراہم کی اور محمد عمر کومشرقی زواگ میں ایک ڈسٹری بیوشن مرکز سے اہل خانہ کی رہائش کے لیے بڑا خیمہ، باورچی خانے کا سامان اور دیگر گھریلو اشیاءفراہم کی گئیں۔

محمد عمر پیدائشی نابینا نہیں تھے بلکہ 20 برس پہلے بصارت سے محروم ہوگئے۔ وہ کہتے ہینکہ " میں پیشے کے لحاظ سے مزدور تھا اور ایک باعزت روزگار کما رہا تھا۔ لیکن اب میرے پاس کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں اور مجھے دوسرے لوگوں کی مدد کا محتاج ہونا پڑ رہا ہے جبکہ میری دو بیٹیاں کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔"

انہوں نے مزید کہاکہ "میرے لیے اپنا مکان دوبارہ تعمیر کرنا بہت مشکل ہے اورخصوصاً ایسے حالات میں جب آپ کی آمدنی بھی کم ہو۔ آزمائش کے اس وقت میں بہت خوشی محسوس کر رہاہوں کہ مجھے گھر کی ضروری اشیاءاور ایک خیمہ مل گیا ہے جس میں ہم سب رہ سکتے ہیں۔"

آزمائش کے اس وقت میں بہت خوشی محسوس کر رہاہوں کہ مجھے گھر کی ضروری اشیاءاور ایک خیمہ مل گیا ہے جس میں ہم سب رہ سکتے ہیں۔

شعبہ جات

تعلیم

صحت

غذائی تحفظ اور روزگار

بچوں کا تحفظ

غذائیت

تحفظ و سلامتی

ہنگامی رہائش

WASH

DRR/DRM

تصویر 1: محمد عمر مشاخیل کے ایک ڈسٹری بیوشن مرکز سے امدادی سامان وصول کر رہے ہیں۔

تصویر 2: مریم، دائیں جانب، نئے خواب دیکھنے لگی ہے کیونکہ اَب وہ تعلیم حاصل کر سکتی ہے۔

کام کرنے والے بچوں کی تعلیم کے لیے معاونت

افغانستان کی جنگ سے بچ کر مریم بی بی کے والدین اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کی تلاش میں بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ پہنچ گئے۔ لیکن نئے شہر میں بھی زندگی ان کی توقعات کے برعکس ہی نکلی۔ مریم کے والد بے تحاشا کام کرنے کے باوجود کافی رقم کمانے میں ناکام رہے۔ پانچ سال کی عمر میں مریم کے والدین اسے کام پر بھیجنے پر مجبور ہو گئے اور اس نے تین گھروں میں صفائی اور کھانا پکانے کی نوکری کر لی۔ وہ تعلیم کرنا حاصل چاہتی تھی لیکن اس کے گھر والوں کے پاس اسے سکول بھیجنے کے لیے رقم نہیں تھی۔

مریم گزرے دنوں کو یاد کرتے ہوئے کہتی ہے کہ " میں جن گھروں میں ملازمت کرتی تھی، ان کے بچوں کو سکول جاتے دیکھ کر میرا بھی دل سکول جانے کو کرتا تھا۔"

پھر اس کی ایک سہیلی نے مریم کو ڈراپ اِن سنٹر(DICs) کے بارے میں بتایا۔ یہ سنٹر کنسرن Concernنامی تنظیم اپنے مقامی ساتھی تنظیم سوسائٹی برائے پانی،ماحول اور صفائی(WESS) کی شراکت سے چلا رہی ہے۔ یہ دونوں ادارے ، کنسرن اور WESS اپنے ورکنگ چلڈرن پروٹیکشن پروگرام (WCPP) کے ذریعے کوئٹہ میں 3ڈراپ اِن سنٹرز اور9 آؤٹ ریچ پروٹیکشن سنٹرز چلا رہے ہیں جن میں بچوں کو رہائش، کھانا، تعلیم اور حساب کے کورس، ہنر ،زندگی کی مہارتیں اور صحت کی تعلیم دی جاتی ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ اُن وجوہات پر بھی کام کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے خاندان اپنے بچوں کو کام پر بھیجنے پر مجبور ہوتے ہیں۔2003 ءسے اَب تک اس پروگرام کے تحت 166,747 کام کرنے والے بچوں اور ان کے خاندانوں کی مدد کی گئی ہے۔

مریم ڈراپ اِن سنٹر کے بنیادی تعلیمی پروگرام میں شامل ہو گئی اور اپنے اہل خانہ کے لیے کمائی کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ دو گھنٹے تعلیم بھی حاصل کرنے لگی۔ تین سالوں میں اس نے سنٹر کے تعلیمی پروگراموں، صحت و صفائی کی کلاسوں اور تفریحی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

اس کے اساتذہ نے مریم کی صلاحیتوں کو پہچان لیا۔لیکن ک

±ل وقتی تعلیمی سرگرمیاں اس کے ناممکن نظر آتی تھیں۔ مریم کے والدین نے اس کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی لیکن وہ اس کی تعلیم، یونیفارم اور کتابوں کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ کنسرن/WESS نے اس کے سکول کی فیس ، یونیفارم اور کتابوں کے اخراجات ادا کر کے اس خاندان کی مدد کی۔ 10 کی عمر میں مریم فخر سے سر اٹھا کر پہلے دن سکول گئی۔

مریم بلوچستان کے اُن مزدور بچوں میں سے ایک ہے جو انتہائی غربت کے باعث اپنے تعلیمی خوابوں کو پورا نہیں کر پاتے۔ ایک اندازے کے مطابق بلوچستان کی 47 فیصد آبادی 1.25 ڈالر یومیہ سے کم پر گزارہ کرتی ہے اور صرف 27 فیصد بچے ابتدائی تعلیم مکمل کر پاتے ہیں۔ خواتین میں شرح خواندگی 20 فیصد ہے جو قومی شرح خواندگی 42 فیصد سے خاصی کم ہے۔

اَب 12 سالہ مریم ٹیچر بننے کا خواب دیکھتی ہے۔ تھوڑی مدد اور سچی لگن اورجذبے کے ساتھ مریم اور بلوچستان کے دوسرے مزدور بچے اپنے خوابوں کی ایک دن ضرور تعبیر پا لیں گے۔

" میں جن گھروں میں ملازمت کرتی تھی، ان کے بچوں کو سکول جاتے دیکھ کر میرا بھی دل سکول جانے کو کرتا تھا۔"

بلوچستان میں کام کرنے والے PHF کے ارکان کی تعداد: 14

فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد: 1,841,720

کیس سٹڈیز: PHF کے ارکان کہاںکام کرتے ہیں۔

فاٹا (وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقہ جات)

زندگیوں کی تشکیلِ نو کے لیے مقامی معاشرے کی شراکت

ACTED نامی تنظیم پاکستان میں 1993ءسے کام کرر ہی ہے اور اس عرصے کے دوران اس نے مقامی حکام اور معاشرے سے قریبی تعلقات قائم کیے ہیں۔ حالیہ برسوں میں مذکورہ تنظیم نے خیبر پختونخواہ اورفاٹا میں تصادم سے متاثرہ آبادی کے دوسرے علاقوں میں قیام اور ان کی آبائی علاقوں میں واپسی میں مدد کی ہے۔اس تنظیم نے 2010 ءکے سیلاب کے متاثرین اور افغان مہاجرین نیز ان کے میزبانوں کی مدد بھی کی ہے۔

2012ءمیں اقوام متحدہ کے ادارہ برائے خوراک و زراعت (FAO) کے تعاون سے چلائے جانے والے متاثرہ پناہ گزینوں اورمیزبان علاقہ جات کے پروگرام کے تحت اس تنظیم نے خیبرایجنسی میں 1,120 خاندانوں کو اپنے روزگار کو بہتر بنانے کے لیے مددفراہم کی ہے۔ ان سرگرمیوں میں گندم کے بیج، کھاد کے پیکج، سبزیوں کے بیج، اوزار، باغات کا سامان کی فراہمی شامل ہے ۔ یہ تمام کام ضرورت مند افراد کی پیشگی جانچ پڑتال کے تحت کیا جاتا ہے۔ مزید براں زراعت کے بہترین طریقوں کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

یہ منصوبہ دو حوالوں سے قابل ذکر ہے۔اول، منصوبے میں مقامی حکام سے قریبی شراکت اور تعاون کیا گیا ہے۔ تمام سرگرمیاں متعلقہ سرکاری محکموں جیسے محکمہ زراعت، محکمہ جنگلات اور محکمہ حیوانات کے تعاون سے منعقد کی گئی ہیں۔ مزید براں، منصوبے کے مقصد اور اس کے متوقع نتائج کی وضاحت کے لیے اس تنظیم نے پولیٹیکل ایجنٹ اور ایڈیشنل پولیٹیکل ایجنٹ کے ساتھ بھی مل کر کام کیاہے۔ منصوبے میں ان کے مشترکہ دلچسپی کے باعث ایجنسی آفس سے بھی ڈسٹری بیوشن کو سپورٹ کیا گیاہے۔ دوم، منصوبہ قدرے غیر محفوظ علاقے میں شروع کیا گیاتھاجس کے لیے تنظیم نے مقامی آبادی کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کیے تا کہ ان لوگونمیں منصوبے کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوسکے ۔علاوہ ازیں مقامی عملے کو پراجیکٹ ٹیم میں شامل کر کے اس تنظیم نے بہت کم وقت میں مقامی لوگوں کے ڈھانچے کی نشاندہی کی اور اس کے ساتھ رابطہ بھی قائم کیا۔ منصوبے کی کم مدت، صرف دو ماہ، کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ پہلو اور بھی اہم ہے۔

محمد خان ایک بزرگ کسان ہیں اور ان کی امداد اسی منصوبے کے تحت کی گئی۔ ان کا سب سے بڑا بیٹا 2012 ءمیں ایک خودکش حملے میں ہلاک ہو گیا تھا۔ اپنے خاندان کے علاوہ محمد خان پر اپنی بہو اور پوتے/پوتیوں کو پالنے کی ذمہ داری بھی تھی۔ گزشتہ برس بیجوں اور کھاد کی عدم دستیابی کے باعث وہ اپنی فصل کاشت نہیں کر سکے تھے۔ اس منصوبے کے تحت محمد خان کو گندم اور سبزیوں کے بیجے دئیے گئے تاکہ وہ موسم سرما کی فصل بو سکیں۔ محمد خان کو یقین ہے کہ اپنے ذریعہ آمدن کو دوبارہ بحال کر کے اپنے خاندان کو بہتر انداز میں پال سکیں گے۔

اس منصوبے کی کامیاب تکمیل کے بعد مذکورہ تنظیم اَب FAO اور مقامی حکام کے ساتھ مل کر نچلی سطح پر نئے کاروبار شروع کرنے پر کام کر رہی ہے۔ ACTED ایک جاری منصوبے کے ذریعے خیبر ایجنسی کی آبادی کی معاونت کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے۔

" محمد خان کو یقین ہے کہ اپنے ذریعہ آمدن کو دوبارہ بحال کر کے اپنے خاندان کو بہتر انداز میں پال سکیں گے۔"

شعبہ جات

ہنگامی رہائش

غذائی تحفظ اور روزگار

صحت

دیگر

WASH

تصویر 1: ACTED کے تعاون سے محمد خان اپنی نئی فصل کے ساتھ

تصویر 2: پیر محمد نئے مکان کے ساتھ جسے وہ تعمیر کرنے کے قابل ہوگیا۔

وسطی کرم ایجنسی میں رہائش کے لیے معاونت

پاکستان کے شمال مغرب میں واقع کرم ایجنسی میں عسکریت پسندوں کے خلاف آپریشن کے بعد علاقے کے لوگ نئی اُمیدیں اور خوف لیے لوٹ رہے ہیں تاکہ نئے سرے سے اپنی زندگیوں کا آغاز کریں۔

لاغرپخا گاؤں کا 65 سالہ پیر محمد اپنی بیوی، دو شادی شدہ بچوں اور ان کے خاندانوں کے ساتھ ایک ہی مکان میں پ

±رسکون زندگی گزار رہا تھا۔ قریبی زمین پر چھوٹے پیمانے پر کاشتکاری کی جاتی تھی جو اس خاندان کے تمام لوگوں کی خوراک، رہائش اور دیگر بنیادی ضروریات کے لیے کافی تھی۔ لیکن پیر محمد کا گھرانہ ان 30,000 خاندانوں میں سے ایک ہے جو جون 2011 ءمیں لڑائی میں شدت آنے کے بعد ک

±رم ایجنسی چھوڑ گئے۔ پشاور میں ایک مہاجر کی حیثیت سے رہتے ہوئے اپنے گھرانے کی ضروریات کو پوری کرنے کے لیے وہ مزدور ی کرتاہے اور اپنے پالتوجانور بیچتا رہا ہے۔

اگست 2012 میں حکومت نے وسطی ک

±رم کو پیر محمد جیسے بے گھر خاندانوں کے لیے محفوظ قرار دیا تو پیرمحمد اپنے آبائی علاقے میں لوٹ کر نئی زندگی شروع کرنے کے لیے بے چین تھا۔ وہ کہتاہے کہ "میرے احساسات ملے ج

±لے تھے: ایک طرف گھر واپس جانے کی خوشی ہے تو دوسری ایک نا معلوم خوف بھی ہے کہ ایک سال دُور رہنے کے بعد ہم واپس جارہے ہیں، نہ جانے وہاں ہمیں کچھ ملے گا یا نہیں"۔

جیسے ہی وہ گاؤں کے کنارے پر پہنچا تو پیر محمد کا خوف حقیقت میں بدلتا نظر آیا کیونکہ ان کے مکانات جلا دئیے گئے تھے اور ان کی باقیات ان کے سامنے تھیں۔ لاغر پخا لگ بھگ 70 خاندانوں پر مشتمل گاؤں تھا لیکن اسے جلاکر راکھ کر دیا گیا تھا۔ چھ کمروں پر مشتمل پیر محمد کا مکان بھی راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا تھا۔

پیر محمد کہتاہے کہ "ہجرت کے ایک سال کے بعد میرے پاس نئے سرے سے مکان بنانے کی ہمت تھی اور نہ ہی پیسے۔"

نارویجن ریفیوجی کونسل (NRC) نے کمیونٹی پر مبنی ایک رہائشی پروگرام شروع کیا تاکہ ک

±رم ایجنسی مینواپس آنے والے خاندانوں کی مدد کی جائے۔ پیر محمد کا خاندان لاغر پخا کے ان 29 خاندانوں میں سے ایک تھا جنہیںرہائش کی تعمیرکے لیے ایک کٹ دی گئی جس میں دروازے، کھڑکیاں، ٹی آئرن، ریت، سیمنٹ اور بیت الخلاءاور باورچی خانے کا سامان شامل تھاجبکہNRC کی انجینئرنگ ٹیم نے تکنیکی رہنمائی، آفات سے بچاؤ کے مشورے اور تعمیر کے دوران مختلف مراحل پر تربیت فراہم کی اور پیر محمد اپنے خاندان کے لیے بیت الخلاءاور باورچی خانے سمیت مکان تعمیر کرنے کے قابل ہوگیا۔NRC نے اسے''کام کے لیے نقد امداد'' کی پیشکش کے ذریعے مقامی روزگار اور ابتدائی آمدنی کا سلسلہ بھی فراہم کر دیا ۔

پیر محمد ایک بار پھر معمول کی زندگی گزارنے لگا ہے۔ وہ کہتاہے کہ " میں NRC کا مشکور ہوں کیونکہ ان کے بغیر میں نے اپنے ٹوٹے پھوٹے مکان کو دوبارہ بنانے کے قابل نہیں ہوناتھا۔ NRC نے خاندان کے لیے دیگر کمروں کی تعمیر کے لیے بھی مجھے توانائی اور اُمید دلائی ہے۔"

اس پروگرام پر بلا تاخیر عملدرآمد کے لیےNRC فاٹا ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (FDMA) اور گاؤں کی مقامی کمیٹیوں کے ساتھ قریبی رابطے میں رہتی ہے۔ NRC اَب تک ک

±رم ، مہمند اور باجوڑ ایجنسیوں میں گھر واپس لوٹنے والے 2,250 خاندانوں کے لیے مستقل رہائش اور بیت الخلاءبنانے میں مدد کر چکی ہے۔

"ہجرت کے ایک سال کے بعد میرے پاس نئے سرے سے مکان بنانے کی ہمت تھی اور نہ ہی پیسے۔ میرے پاس روزگار کا کوئی ذریعہ بھی نہیں تھا۔"

فاٹا میں کام کرنے والے PHFکے ارکان کی تعداد: 7

فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد: 1,552,218

کیس سٹڈیز: PHF کے ارکان کہاں کام کرتے ہیں۔

خیبر پختونخواہ

دوسروں کی مدد کر کے المیے پر قابو پانا

ابیلا شوکت کہتی ہیں کہ " 2005 کے تباہ کن زلزلے میں میرے خاوند اور دو بچوں (4 سالہ ثناءاللہ اور 2 سالہ سمیع اللہ) کا انتقال ہوگیا تو میرے پاس دو ہی راستے باقی رہ گئے تھے۔ یا تو میں ان لاشوں پر بیٹھ کر روتی یا بہتر مستقل کی کوشش کرتی۔"

33 سالہ ابیلا خیبر پختونخواہ کے ضلع بالاکوٹ کی رہائشی ہے۔ زلزلے کے دوران خاوند کا کیٹرنگ کا کاروبار اور جنرل سٹور سمیت اس کا سب کچھ ختم ہو گیا۔ اس مالی او رجانی نقصان میں اس کے دو بچے بھی شامل تھے جو زلزلے کے وقت سکول میں تھے اور کمرہ جماعت کی چھت گرنے سے اس کے نیچے دب کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ زلزلے سے قبل ابیلا ایک گھریلو خاتون تھی اور بچوں کی دیکھ بھال ہی اس کی ذمہ داری تھی۔

اس حادثے کے بعد ابیلا اپنے والدین کے گھر چلی گئی جو ٹرانسپورٹ کا کاروبار کرتے تھے اور کھیتی باڑی سے بھی کچھ کمائی کر لیتے تھے۔

جنوری 2006 میں ابیلا کو چرچ ورلڈ سروس-پاکستان/افغانستان (CWS-P/A) کی روزگار کی بحالی کی ابتدائی سرگرمیوں کے لیے منتخب کرلیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت ابیلا کو ایک بکرا اور تین بکریاں دی گئیں جو اس کا ذریعہ آمدن بن گئیں۔ جب ایک بکری نے بچے دئیے تو اس نے انہیں فروخت کر کے دودھ کے لیے گائے اور دیگر چیزیں خرید لیں۔

ابیلا نے تسلیم کیا کہ زلزلے کے بعد اس کی زندگی نہایت تکلیف دہ ہوگئی تھی۔ لیکن جب وہ اردگرد کے علاقوں میں جانے لگی اور لوگوں سے ملی تو پتہ چلا کہ ان کی تکلیف اور مشکلات اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ وہ کہتی ہینکہ "میں اپنا زیادہ وقت گھر پر گزارتی تھی لیکن جب میننے قریبی کیمپوں میں جانا شروع کیا تو مجھے لوگوں کی مصیبتوں کااندازہ ہوا جن کا نہ صرف جانی نقصان ہوا بلکہ ان کی زمینیں بھی لینڈ سلائیڈ کی وجہ سے نیچے دب گئی تھیں۔" یہی وہ لمحہ تھاجب اس نے متاثرہ لوگوں کے لیے کچھ کرنے کا ارادہ کیا۔اس نے بتایاکہ " میں نے اپنے خوف پر قابو پایا اور دوسروں کی مدد کا منصوبہ بنایا کیونکہ میں تعلیم یافتہ تھی اور میرے گھر والے بھی میری مدد کرتے تھے۔"

جنوری 2008 ءمیں CWS-P/Aکے ساتھ ابیلا کو کام کرنے کا موقع اس وقت ملا جب اس نے ایکسٹینشن ورکر کی حیثیت سے شمولیت اختیار کی اور کیڑے مارنے اور ویکسی نیشن کے لیے ویٹرنیری ایکسٹینشن ورکر (VEW)بننے کے لیے 7 روزہ جامع تربیتی پروگرام میں شرکت کی۔ وہ کہتی ہینکہ "میرا اور ان کا نقصان ایک جیسا تھا لیکن فرق یہ تھا کہ میرے پاس تعلیم تھی جس سے وہ محروم تھے۔ لہٰذا میں نے ان کی بہتری کے لیے کام کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ میں ان کی تکلیف کو سمجھ سکتی تھی۔" 18 ماہ تک ابیلا نے VEW کی حیثیت سے کام کیا۔ بعد ازاں اس نے جولائی 2012ءمیں کمیونٹی موبلائزر کی حیثیت سے دوبارہ شمولیت اختیار کی۔

بالاکوٹ کی بیواؤں کے لیے ابیلا ہمت اورجرات کی ایک زندہ مثال ہے۔ اس نے نہ صرف تباہی کا مقابلہ کیا بلکہ خوف اور وہم پر غالب آنے میں دوسروں کی بھی مدد کی تاکہ وہ ایک نئی زندگی شروع کر سکیں۔ وہ کہتی ہینکہ "اگر میں

ترقیاتی شعبے میں کام کا انتخاب نہ کرتی توایک ٹیچر بن جاتی کیونکہ تعلیم ہی نے مجھے سیدھی راہ دکھائی ہے۔ اگر میں تعلیم یافتہ نہ ہوتی تو شاید اب تک مرنے والوں کا ماتم ہی کر رہی ہوتی۔" اس نے مستقبل میں کمیونٹی سنٹر کھولنے کا ارادہ کر رکھا ہے جس میں خواتین کو کڑھائی اور مارکیٹنگ کے ہنراورمہارتیں سکھائی جائیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہتر روزگار کے لیے رہنمائی اور اپنی کمیونٹی کو مفت معیاری تعلیم دینے کا سلسلہ بھی جاری رکھنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

ابیلا اپنی کمیونٹی کی دیگر خواتین کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ جانوروں کی خرید و فروخت سے اپنا سفر شروع کرنے والی یہ خاتون اس پراجیکٹ کے ساتھ ہی بڑی ہوئی اور بالاکوٹ میں روزگار کی بحالی کی کوششوں میں فعال کردارادا کرنے لگی۔ اگرچہCWS-P/A کا پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے لیکن اپنی کمیونٹی کی مدد کرنے کا ابیلا کا سفر ابھی شروع ہی ہوا ہے---

"میرا اور ان کا نقصان ایک جیسا تھا لیکن فرق یہ تھا کہ میرے پاس تعلیم تھی جس سے وہ محروم تھے۔ لہٰذا میں نے ان کی بہتری کے لیے کام کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ میں ان کی تکلیف کو سمجھ سکتی تھی۔"

شعبہ جات

بچوں کا تحفظ

DRR/DRM

تعلیم

ہنگامی رہائش

ماحولیاتی صحت

غذائی تحفظ اورروزگار

صحت

غذائیت

تحفظ و سلامتی

دیگر

WASH

تصویر 1: ابیلا کی مدد سے بچے اب محفوظ مستقبل سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

تصویر 2: نوشہرہ کے بے گھر خاندانوں کے لیے اب پینے کا صاف پانی بھی دستیاب ہے۔

بے گھر خاندانوں کے لیے WASHکی ہنگامی امداد

فاٹا اور خیبر پختونخواہ کے بعض علاقوں میں فوجی آپریشن نے 2009 ءسے بہت بڑی آبادی کو اپنے علاقے چھوڑنے پر مجبورکردیا ہے۔جنوری 2012ءسے خیبر ایجنسی سے آنے والوں بے گھر افرادکی تعداد میں ڈرامائی حد تک اضافہ ہوا ہے۔متاثرین کو فوجی آپریشن کے تباہ کن اثرات سے نپٹنے کے قابل بنانے کے لیے نارویجن چرچ ایڈ (NCA) نے پیس اینڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن (PADO) کے ساتھ مل کر ضلع نوشہرہ میں متاثرین کی فوری ضروریات کے مطابق پینے کا صاف پانی، نکاسی آب اورصحت و صفائی (WASH) جیسے اقدامات پر عمل کرنا شروع کردیاہے۔

NCA لگ بھگ 7000 لوگوں کو پانی اور نکاسی کی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن میں 1000 مرد؛ 1500 خواتین؛ 2000 لڑکے ؛ اور 2000 لڑکیاںشامل ہیں۔

ہیومنٹیرین اکاؤنٹ ایبلیٹی پارٹنرشپ (HAP) کی تصدیق شدہ تنظیم ہونے کے ناطےNCA متاثرہ آبادیوں کے حقوق اور احترام کو یقینی بناتی اور امدادی کارروائیوں کے لیے ان آبادیوں کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔ اس تنظیم نے اپنی WASH کی سرگرمیاں کو HAP بنچ مارک اور معیارات کو بطور رہنما اصول سامنے رکھ کر شروع کیا تھا۔

NCA کے مساوات و عدم امتیازکے اُصولوں کی پابندی کرتے ہوئے”فائدہ اٹھانے والوں کا انتخاب کرنے کے لیے معیار“ تیار کیا گیاتھا۔ دیہاتی کمیٹیوں کی شرکت اور معاونت سے اس معیار پر عمل درآمدکو یقینی بنایا گیاہے۔ جبکہ پراجیکٹ کی ایک اور خوبی ایمرجنسی ریلیف فنڈ (ERF)میں صنف کو مرکزی دھارے میں لانے کے معیارات پر عمل کرنا بھی تھا۔

پراجیکٹ سے فائدہ اٹھانے والوں میں ملکیت کا احساس پیدا کرنے اور ان کی آراءکو جاننے کے لیے بے گھر ہونے والے افراد کی آبادیوں میں 9 مرد اور8 خواتین کی دیہی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ ان کمیٹیوں نے پراجیکٹ کی سرگرمیونکے ہر مرحلے پر معاونت اور شرکت کی۔

اس کے علاوہ فائدہ اٹھانے والوں کواس قابل بنایاجاتاہے کہ وہ اپنی رائے پیش کریں اور شکایات رجسٹر کرائیں۔ شکایات درج کرانے کا طریقہ کار بھی تیار کیا گیا جس میں شفافیت اور بروقت جوابی اقدام کو یقینی بنایا گیاہے۔ اہداف مقرر کرنے، پیشرفت پر نظر رکھنے اور نتائج حاصل کرنے کے لیے دو طرفہ ابلاغ نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا، کمیونٹی کا باخبر رکھنے اور اس کے ساتھ ساتھ فیڈ بیک لینے کے لیے ابلاغ کے متعدد طریقے تیاری کیے گئے۔ ان میں شعورکی بیداری کے سیشن، تصویری چارٹ اور پوسٹرز کی تیاری اور دیہی کمیٹیاں کا قیام شامل ہے۔

اس پراجیکٹ کے تحت 250 بیت الخلاءاور 75 ہینڈ پمپ لگائے گئے۔ ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے 81 مقامی مردوں(بیت الخلاءکے لیے) اور 51 مردوں(ہینڈ پمپ کے لیے)کو نقد رقم کے بدلے کام بھی فراہم کیا گیا۔ مزید براں صحت و صفائی کے لیے 76 سیشن منعقد کیے گئے۔ جبکہ خواتین کی 8 دیہاتی کمیٹیاں اور9 مردوں کی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور کمیٹیوں کی تربیت کے 10 سیشن منعقد کیے گئے۔

خیبر پختونخواہ میں PHF کا کام کرنے والے ارکان کی تعداد: 38

فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد: 6,513,690

کیس سٹڈیز: PHF کے ارکان کہاں کام کرتے ہیں

پنجاب

مزدوروں کے حقوق کی کامیاب مہم

یورپی یونین کے تعاون سے ایکشن ایڈ (ActionAid) پنجاب بھر کے بھٹہ مزدوروں کے لیے کم از کم تنخواہ مقرر کروانے کے لیے جبری مشقت سے آزادی کا محاذ (BLLF) کی مدد کرتی رہی ہے۔ ان مزدوروں کی کمائی اس قدر نہیں ہوتی کہ وہ بھٹہ مالک سے لی گئی پیشگی تنخواہ یا قرض اُسے لوٹا سکیں ۔اس کی وجہ سے انہیں اور ان کے بچوں کو یہ قرض اتارنے کے لیے بھٹے پر مزدوری کرنی پڑتی ہے۔ بھٹہ مزدورونکے لیے طویل عرصے سے عمل درآمد کا منتظر کم از کم تنخواہ کا قانون اس شیطانی چکر کوختم کرنے میں مددگار ثابت ہو گا۔ ایکشن ایڈ صوبے بھر میں چلنے والے بھٹوں میں ملازمت کے بہتر معیارات کوفروغ دینے کے لیے بھی کام کر رہی ہے۔

بے ضابطہ معاشی مارکیٹ کی وجہ سے اینٹوں کے بھٹوں میں جبری مشقت بہت زیادہ پھیل گئی ہے۔ لیبر قوانین اور ٹیکسوں کی ادائیگی سے بچنے کے لیے بہت سے بھٹہ مالکان اپنے بھٹے رجسٹرڈ نہیں کراتے۔زیادہ تربھٹے دیہی علاقوں یا شہر کے مضافات میں واقع ہوتے ہیں جہاںانہیں سستے اور بڑی تعداد میں مزدور دستیاب ہوجاتے ہیں ۔ چونکہ بھٹے شہری علاقوں سے دُورہوتے ہیں ،اس لیے جبری مشقت کے مسئلہ نظروں سے اوجھل رہتا ہے اور اس کے متعلق پتہ نہیں چلتا۔ ایکشن ایڈ پاکستان اور ان کے شرکائے کار کے مطابق پنجاب میں 10,000سے زائد بھٹے کام کر رہے ہیں ۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ تقریباً2.1ملین لوگ بھٹوں مینکام کرتے ہیں۔ 50فیصد سے زائد کارکن عورتیں اور بچے ہوتے ہیں۔

انہیں مقرر اوقات ، سماجی تحفظ کی خدمات ، کم از کم تنخواہوں اور دیگر متعلقہ فوائد حاصل نہیں ہوتے جو رجسٹرڈ کارخانہ جات ایکٹ کے تحت ایسے کارکنوں کو دیئے جاتے ہیں ۔ بھٹہ مالکان کبھی کبھار ہی 517روپے فی ہزاراینٹ کی کم از کم اجرت ادا کرتے ہیں جو اُجرت بورڈ پنجاب نے مقرر کی ہے۔

”پاکستان مینبھٹہ کارکنوں اور جبری مشقت کرنے والے مزدوروں کے سماجی تحفظ اور عمدہ کام کے لیے امداد “کے پراجیکٹ نے ضلع لاہور کی تحصیل جیابگا اور ضلع پاکپتن کی تحصیل عارف والا کے 10بھٹوں کی نشاندہی کی ہے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ بھٹہ کے تمام کارکنوں کو کم از کم اجرت ضرور ملے۔ پراجیکٹ کے اقدام میں کارکنوں کی آگاہی اور شمولیت بہت ضروری ہوتی ہے۔

پراجیکٹ ٹیم کے ارکان نے منتخب بھٹوں کا دورہ کیا ۔ کارنر جلسوں کا اہتمام کیا، بحث مباحثہ کیے اور پریزنٹیشن اور تھیٹر کے ذریعے بنیادی حقوق مثلاً کم از کم اجرت اور سماجی تحفظ کی خدمات کے بارے میں کارکنوں میں آگاہی پیدا کی۔ شرکائے نے بھٹہ کارکنوں کے بنیادی حقوق اور ان کے تحفظ کے لیے حکومتی ذمہ داریاں پوری کرنے کو یقینی بنانے کے لیے حکومت کے ساتھ اجلاسوں ، مشاورت اور سیمیناروں ، پریزنیٹیشنوں کا اہتمام کیا۔ آگاہی پیدا کرنے کے لیے کتابچے ، پوسٹرز، ریڈیو-ٹی وی پروگرام، مقامی زبانوں میں دستاویزات کی پریز نٹیشن کا اہتمام بھی کیا گیا۔

متعلقہ سرکاری عہدیداروں کو خطوط بھیجے گئے اور اس کے بعد ان کے ساتھ ملاقاتوں ، ایڈووکسی اورہم خیال بنانے کی مہوں ، مشاورتوں ، سیمیناروں اور کانفرنسیں کرنے کا انتظام کیا گیا نیز زیادہ سے زیادہ لوگوں میں مسائل کو اجاگر کرنے کے لیے بھٹہ مالکان کی ایسو سی ایشن ، سرکاری اداروں، بینظیر انکم سپورٹ پروگرام اور نادرا کی مدد حاصل کی گئی۔

ان مہموں کے نتیجے میں یہ پراجیکٹ پنجاب میں کم از کم اجرت لاگو کرانے میں کامیاب ہو گیایہ پراجیکٹ کے لیے بہت بڑا سنگ میل تھا۔ پراجیکٹ کاایک اور مقصد یہ ہے کہ مسائل کو اجاگر کرنے اور انہیں سننے کے لیے بھٹہ کارکنوں کو ٹریڈ نینوں کا مستقل پلیٹ فارم دستیاب ہو ۔

اتفاق کے ایک بھٹہ کارکن محمد صدیق نے کہاکہ” ہم نہیں جانتے تھے کہ ہمارے بنیادی حقوق کیا ہیں۔ اس پر اجیکٹ کے تحت اب ہماری اپنی ٹریڈ یونین، اپنے کمیونٹی گروپس اور ضلعی نگران کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں جہاں ہم اب اپنی آواز بلند کرسکتے ہیں۔

شعبہ جات

بچوں کا تحفظ

DRR/DRM

تعلیم

ہنگامی رہائش

خوراک کا تحفظ اور روزگار

صحت

انسانی حقوق

غذا ئیت

تحفظ وسلامتی

WASH

تصویر1: یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ دو ملین سے زائد لوگ براہ راست بھٹے کے شعبے میں کام کرتے ہیں۔

تصویر 2 : اب مدثر اپنی مہارتوں کا دوسروں سے تبادلہ کرتا ہے۔

مدثرتعلیم کی نعمت پر تبادلہ خیال کرتاہے

اکثر اوقات تعلیم بچوں کے لیے غریب سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے خصوصاََ ان بچوں کے لیے جو یتیم اورمسائل کے شکار ہوں۔ مسلم ہینڈز ایجوکیشن پروگرام کا مقصد اعلیٰ معیار کی تعلیم کی فراہمی ہے جو سب کے لیے قابل رسائی ہوتاکہ یہ لوگوں کی زندگیوں کو بدل سکے۔

26سالہ مدثر حسین کو بطور مثال لے لیں۔ وہ سرائے عالم گیر ضلع گجرات کے دیہی علاقہ میں پلا بڑھا ہے اور اسے یہ یقین نہیتھا کہ وہ ایک دن اعلیٰ معیار کی تعلیم حاصل کرے گا۔ پاکستان میں یہ پہلا بچہ تھا جسے مسلم ہینڈز ایجوکیشن پروگرام کے تحت کفالتی (انسپانسر) بچے کے طور پر داخلہ دیا گیا۔ اس تنظیم کی جانب سے مدثر کی سکول کی فیسیں ، یونیفارم، درسی کتب، نگہداشت کے لیے امداد اور وقفے وقفے سے خاندانی معاونت بھی ملتی رہی ہے۔

مدثر مسکراتے ہوئے کہتا ہے کہ ”میری اس طریقے سے امداد کی گئی کہ میں نے ہمیشہ خود کو مراعات یا فتہ تصور کیا ہے۔ چنانچہ میں اپنی ماضی کی بے بسی اور ان تاریک ترین اوقات کے احساس کو بھلانے کے قابل ہو گیاہوں جب میں بہت چھوٹا تھا ۔“

مسلم ہینڈز ایجوکیشن پروگرام کی جانب سے 12سال تک(1999سے2011) حساس اور ثقافتی طور پر مناسب امداد سے مدثراعلیٰ معیارکی تعلیم حاصل کر کے اپنی ماں کا خواب پورا کرنے اور بہت سی مشکلات پر قابو پانے کے قابل ہو گیاہے جن میں اس کے والد کی وفات بھی شامل ہے۔ شاید کامیابی حاصل کرنے کی یہ صلاحیتیں اور عزم ہے جس کے باعث وہ لوگ جو 11سالہ مدثر کو جانتے ہیں،اس کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ مشکلات کے باوجود اس نے خود کو تعلیم یافتہ بنایاہے اور اس میں اپنی کمیونٹی کی خدمت کرنے کا جذبہ بھی موجود ہے۔

مدثر کہتا ہے کہ ”مسلم ہینڈز نے میری تعلیم کے حصول اور اس کی تکمیل کو ممکن بنایا ہے ۔ میں غموں میں گھرا ہواتھا اور میرے والد کی وفات کے بعد میر ے لیے تعلیم جاری رکھنا بظاہر ناممکن تھا۔ لیکن تعلیم حاصل کرنا، میری والدہ کا خواب تھا۔ مدثر نے16سال کی عمر میں شاندار نمبروں سے سکول کی تعلیم مکمل کی۔ اس کی ماں کو امید تھی کہ اس کا بیٹا اعلیٰ تعلیم حاصل کرے گا۔ اس کے خاندان نے تنظیم سے مزید امدادلینے کی درخواست کی جسے منظور کرلیا گیا۔ تعلیم حاصل کرنے کی سچی لگن کی بنا ءپرمدثر حسین میر پور یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی(MUST)سے سافٹ ویئر انجینئرنگ میں بیچلرز کی ڈگری حاصل کرنے میں سرگرم عمل ہو گیا ہے۔

اس نے کہا کہ میرے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ میننے یہ کام کرنے میں کامیاب ہوگیاہوں۔ جہاں میں پلا بڑھا ہوں،وہاں کے بچے کسی بھی قسم کی تعلیم حاصل کرنے کے قابل نہیں تھے۔ وہ کہتا ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دینے کے لیے خاندان کی کوشش کا عمل نہایت کھٹن اور مشکل ہے۔اپنی کمیونٹی کی خدمت کا خواب پوراکرنے کے لیے کیمبرج یونیورسٹی سے سرٹیفکیشن حاصل کرنے کے بعد مدثر فی الوقت گارڈین ہاؤس کالج ،میرپور میں ریاضی اور فزکس کا انسٹرکٹر ہے ۔ اس کالج کا الحاق کیمبرج یونیورسٹی یوکے کے ساتھ ہے اور وہ (O)اور (A)لیول کی کلاس کو پڑھاتا ہے۔

اپنے ذاتی تجربے کے نتیجے میں مدثر مینبچوں اور پسماندہ گروپوں کی مدد کرنے کا سچا جذبہ موجود ہے اور اس کے کام میں مسلم ہینڈز رضاکارانہ طورپر مدد فراہم کرنے کے لیے بھرپور سرگرم عمل ہے تاکہ جو مواقعوں اسے حاصل ہوئے ہیں ، ان کے بدلے میں وہ کچھ واپس بھی کر سکے۔

میری اس طریقے سے امداد کی گئی کہ میں نے ہمیشہ خود کو مراعات یا فتہ تصور کیا ہے۔ چنانچہ میں اپنی ماضی کی بے بسی اور ان تاریک ترین اوقات کے احساس کو بھلانے کے قابل ہو گیاہوں جب میں بہت چھوٹا تھا ۔

پنجاب میں کام کرنے والی PHF کی رکن تنظیموں کی تعداد: 25

فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد: 4,049,990

کیس سٹڈیز:PHF کے ارکان کیسےکام کرتے ہیں۔

سندھ

سیلاب کے بعد زندگیوں کی تعمیر نو

شہزادی یونین کونسل جنگو ضلع جیکب آباد، سندھ میں اپنے تین بہن بھائیوں اور والدین کے ساتھ گاس پھوس اور مٹی کی ایک جھونپڑی میں رہتی ہے ۔ پاکستان میں ستمبر 2012ءکے شدید سیلابوں کی وجہ سے پانچ ملین سے زائد لوگ متاثر ہوئے جن میں سے جیکب آبادکے 900,000سے زائد لوگ متاثر ہوئے تھے۔

سیلابوں کی وجہ سے بہت زیادہ تباہی پھیلی اور مکانوں کو نقصان پہنچا اور کھڑی فصلینبرباد ہو گئیں۔ اس آفت کے دوران شہزادی کا خاندان بھی بے گھر ہو گیا۔

شہزادی کا والد اسماعیل کہتے ہیں کہ ”سیلاب سے پہیلے ہم خوشی اور اطمینان کی زندگی بسر کررہے تھے۔ اپنی زمینوں ، پولٹری اور لائف سٹاک سے میں اچھا خاصہ کما رہا تھااور زندگی بہت اچھی گزررہی تھی۔“

لیکن چیزیں یکدم بدل گئیں۔ایک دن جب میں اپنے کھیت میں کام کررہا تھا تو میں نے گرجنے والے کالے بادل دیکھے جو ہمارے سروں پر منڈلا رہے تھے۔ فوراََ موسلادھار بارش شروع ہو گئی۔ اس بارش کی بنا ءپر ہم صرف اپنی زندگیاں ہی بچا سکے ۔باقی سب ک

©چھ ختم ہو گیا۔ ہمارا مکان گر گیا اور فصلیں تباہ ہو گئیں۔ اب خاندان کے لیے مناسب خوراک فراہم کرنا بھی مشکل ہے۔

اسماعیل مزید بتاتے ہیں کہ”شہزادی سیلاب سے پہنچنے والے نقصان سے ذہنی طور پر بہت پریشان اور اضطراب کی شکار تھی۔ سیلاب کے کھڑے پانی اور خوراک کی کمی کی وجہ سے وہ بیمار پڑگئی اور اس کی بھوک جاتی رہی۔سیودی چلڈرن نامی تنظیم نے متاثرہ آبادی کی ضروریات کو فوری طور پر پورا کرنے کے لیے ایک مربوط اقدام کیا اور 500,000سے زائد لوگوں تک رسائی حاصل کی اور انہیں خوراک،نگہداشت ،صحت، ہنگامی رہائش، تعلیم ، نفسیاتی و سماجی خدمات اور روزگار میں معاونت کرنے کی سہولتیں فراہم کیں۔ شہزادی کے خاندان نے انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیگریشن(IOM)کی جانب سے موزوں خوراک اور رہائش کی مناسب ضروریات پوری کرنے کے لیے ورلڈ فوڈ پروگرام (WFP)کے غذائی پیک، ہنگامی رہائش اور دیگر غیر غذائی اشیاۓ(NFIS) وصول کیں۔ جیکب آباد میں یہ سب کچھ سیودی چلڈرن کی ٹیموں نے تقسیم کیا تھا۔

”سیودی چلڈرن سے جو امداد ملی اس نے مجھے اور میرے خاندان کو اطمینان وسکون کا احساس دیا“۔شہزادی کے گاؤں کے نمائندہ منیر احمد نے کہا کہ ” ہماری یونین کونسل کی آبادی نے سیودی چلڈرن، WFP، ڈیوکن(Devcon)اور دیگر تنظیموں سے امداد حاصل کی جس میں خوراک ، پانی ، صحت و صفائی اور حفظان صحت(Wash)، غیر غذائی اشیاۓ، صحت کے لیے معاونت اور ہنگامی رہائش شامل ہے ۔ تاہم ہماری نسلوں کے آزاد و محفوظ مستقبل کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

جیکب آباد میں سیلاب بار بار آنے والی ایک ایسی آفت ہے جن کے لوگوں پر دُور رس اثرات پڑتے ہیں۔ اس سے آبادیاں زیادہ پسماندہ اور غریب ہو جاتی ہیں۔ علاقے کو لاحق سیلابوں اور قحط کے خطروں کے پیش نظر بار بار کی تباہی کو روکنے کے سلسلے میں وسائل کو صحیح طور پر بروئے کار لانے کے لیے حکومت ، قومی اور بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں(INGOs)کو اپنی کو ششیں مربوط بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طویل المیعاد ترقی بشمول غربت میں کمی، خواندگی اور صنفی مساوات کو بہتر بنانے پر توجہ دینا ،ان تمام تنظیموں کے لیے بہت بڑے چیلنجز اور مسائل ہیں جو بہتر مستقبل کی اُمید پر ہزاروں خاندانوں کی مدد کرنے کی کوشش کررہی ہیں۔

" اس بارش سے ہم صرف اپنی زندگیاں بچا سکے ۔باقی سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ہمارا مکان گرگیا اور فصلیں برباد ہو گئیں۔"

شعبہ جات

بچوں کا تحفظ

DPR/DRM

تعلیم

ہنگامی رہائش

غذائی تحفظ اورروزگار

صحت

انسانی حقوق

غذائیت

تحفظ وسلامتی

WASH

تصویر1: شہزادی اور اس کے چھوٹے بھائی نے 2012کے سیلاب کے بعد امداد وصول کی۔

تصویر 2: مون سون کی بارش کے ساتھ بار بارآنے والے سیلاب سے سندھ تباہ ہو گیا۔

لازمی صحت اور حفظان صحت کے بارے میں آگاہی

" ہمارے چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہم پیاسے تھے، سیلاب کے پانی نے سلمیٰ اور اس کے خاندان کو سندھ ضلع کشمور میں واقع اپنا گاؤں خالی کرنے پر مجبور کر دیا۔ گاؤں کے دیگر لوگوں کے ساتھ اس چھوٹے سے خاندان نے سڑک کے کنارے پناہ حاصل کر رکھی تھی۔ جو خوراک وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ چوتھے روز ختم کو گئی تھی اور پینے کے لیے صاف پانی دستیاب نہیں تھا۔"

سلمیٰ نے کہا کہ" میں اپنے چیختے چلاتے ہوئے بیٹے کو دیکھ رہی تھی مگر مجھ میں اتنی سکت نہیں تھی کہ میں اسے چپ کراسکوں۔ ہم سب بھوکے اور پیاسے تھے۔ آفتاب مسلسل چیخ رہا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد محسوس کیا کہ اس کی آواز بھی تبدیل ہوگئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں پانی کی کمی واقع ہو گئی ہو۔

اپنے بچے کو سکون نہ دینے پر میں نے اپنے آ پ کو بے یارومددگار پایا اور میرے خاوند بھی پانی لانے میں کامیا ب نہ ہوئے تو مینسیلاب کے پانی کے پاس چلی گئی اور پانی پینا شروع کردیا۔

"میں نے سوچا کہ پانی کا ذائقہ کتنا اچھا ہے اور لوگ نہ جانے اس پانی کو کیوں نہیں پی رہے۔وہ پاگل پن کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ میں یہاں سے کچھ پانی لے گئی اور آفتاب کو پلادیا۔ وہ مطمئن ہوگیا اور مزید پانی مانگ رہا تھا۔ لہٰذا میں نے اسے اور پانی پلادیا۔ اس کے بعد وہ پر سکون ہو گیا۔"

آدھی رات کا وقت تھا جب آفتاب نے دوبارہ چیخنا چلانا شروع کردیا ۔ سب سے پہلے میں نے سوچا کہ وہ ڈر گیا ہے۔ لیکن بعد میں، میں نے محسوس کیا کہ اسے پیچش اور دست لگ گئے ہیں۔ میں نے ایسے محسوس کیا جیسے کشمور کا ہر ایک شخص اس کے چیخنے چلانے کی آواز سن رہا ہو۔

سلمیٰ نے مزید کہاکہ " یہ تقریباً صبح کا وقت تھا جب آفتاب نے چیخنا چلانا بند کردیا۔ اب بھی وہ چھوٹی موٹی آواز نکال رہا تھا۔ مجھے پتہ نہیں چلا کہ کب اس کی آواز ختم ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ میرا بچہ فوت ہو گیاہے اور میں اس کے لیے کچھ نہیں کرسکی۔"

آفتاب کی وفات کی خبر فوراَ پورے علاقے میں پھیل گئی۔ آکسفیم کی شریک کار ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن پہلی ٹیم تھی جو گاؤں میں پہنچی اور اس نے علاقہ میں اقدامات کرنے شروع کردئیے۔ کمیونٹیوں تک پہنچنے اور بے گھر لوگوں تک خوراک اور صاف پانی پہنچانے کے لیے کشتیاں اور ٹریکٹرز استعمال کیے گئے۔

ملیریا، دستوں اور دیگر موسمی بیماریوں کی ادویات فراہم کی گئیں۔ آر ڈی ایف(RDF)کی ٹیموں نے خمیہ بستی کے کونے میں اورل ڈی ہائیڈیشن سالوشن(ORS)کا کارنر شروع کردیا۔ سلمیٰ اس کمیٹی کا حصہ بھی تھی جو لوگوں کے متعدد مسائل مثلاً پانی کی آلودگی کے اثرات ، غیر صحت مند اور غیر حفظان صحت پر مبنی عناصر سے کس طرح دُور رہا جائے،اس سے متعلق لوگوں کو آگاہ کرتی تھی۔

اس نے کہا کہ"وہ خود بہت خوشی محسوس کرتی تھی جب وہ بچوں کو سیلاب کے دوران ہونے والی ہر قسم کی بیماریوں سے صحت یاب ہوتا ہوا دیکھتی تھی۔ وہ یہ خواہش کرتی تھی کہ کاش! اسے پہلے پتہ ہوتا کہ سیلاب کا پانی کتنا نقصان دہ اورخطرناک ہوتا ہے تو میں کبھی بھی آفتاب کو وہ پانی نہ دیتی۔"

"ہمار ے چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہم پیاسے تھے۔"

سندھ میں کام کرنے والی PHFکی رکن تنظیموں کی تعداد: 32

فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد: 5,163,650

کیس سٹڈیز:آفات کے خطرات میں کمی پر توجہ دینا

گلگت بلتستان

آفات کے خطرات میں کمی (DDR)اور اس کے لیے تیاری بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں کے کام میں بہت زیادہ اہمیت کا عنصر بنتا جا رہا ہے۔جس کے ساتھ ساتھ آگاہی میں بھی اضافہ ہو رہاہے کہ آفات کے آنے سے پہلے ایسی شعبوں میں سرمایہ کاری کی جائے اور پیسے بچائے جائیں۔ ایک ایسا پراجیکٹ شمالی پاکستان کے دُور دراز پہاڑوں میں بھی کام کررہا ہے۔

عطا آباد-ہنزہ جھیل کی نگرانی اور پیشگی اطلاع کا نظام

4جنوری 2010کو عطا آباد میں ایک تودہ گرا توگلگت بلتستان میں واقع دریائے ہنزہ کے پانی کا بہاؤ بند ہوگیا۔ اس سے دریاکے بہاؤ سے اوپر والی اور دریا کے بہاؤ سے نیچے والی آبادیوں کے لیے ممکنہ خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ دریا کے بہاؤ کی وجہ سے پانی نے قدرتی ڈیم کی صورت میں ایک بہت بڑی جھیل کی شکل اختیار کر لی۔ اس لیے یہ ضروری ہو گیا کہ اس جھیل کے بننے کو وجہ سے جو آبادیاں خطرے سے دورچار ہوسکتی ہیں، ان کی تحفظ کے لیے ہنگامی اطلاح و تیاری کا ایک نظام تیار کیا جائے تاکہ جھیل کا بند ٹوٹنے یا بند کے اوپر سے پانی باہر نکلنے کی صورت میں خطرے سے خبر دار کرنے کے لیے اسے بروئے کار لیا جاسکے۔

پیشگی اطلاع کا ایسا نظام تیار کرنے کا چیلنج قبول کرتے فوکس(Focus)پاکستان نے جھیل کی رکاوٹ سے اوپر عطاآباد گاؤنکے بقیہ حصہ کے ایک اونچے مقام پر جھیل کی نگرانی کے لیے ایک کیمپ قائم لگایا۔ جھیل کی نگرانی کے کیمپ کو سی سی ٹی وی کیمروں ، دُور بینوں اور دیگر آلات سے لیس کیا گیا تاکہ جھیل پرمستقل نظر رکھی جاسکے۔ اس کے لیے فوکس نے جیولوجسٹ اور جیوگرافر کی ٹیم پر مبنی سٹاف بھی تعینات کیا ۔

فوکس پاکستان نے خصوصی طور پر تیار کردہ اطلاع کے آلہ کو لگانے کے لیے مقامی آبادی کے ساتھ مل کر گلگت اور ہنزہ ۔نگر ضلع کے انتہائی زیادہ خطرے کی زد میں آنے والے دیہات کی نشاندہی کی ۔اس اطلاع دینے والے آلے کو نگرانی کے کیمپ کے ساتھ منسلک کردیا گیا۔

اس علاقے کی خصوصی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مقامی مینو فیکچرز نے جدید آلہ تیار کیا ۔ آلہ ہوٹرز پر مشتمل ہے جنہیں موبائل سم (سبسکرائبر انفارمیشن ماڈیول) سے منسلک کیا گیا ۔ ہوٹرز کو دو خصوصی موبائل ہینڈ سیٹ سے ایس ایم ایس(شارٹ میسج سروس) بھیجنے کے ذریعے چلایا جاسکتا ہے۔ اطلاعی آلات کو بھیجے گئے ایس

ایم ایس سے آلارم کی گھنٹیاں بجتی ہینجو پانچ میل کے دائرہ میں لوگوں کو لاحق ہونے والے خطرے سے آگاہ کرتی ہیں۔ آواز کے زیادہ موثربنانے کے لیے آلات کو لاؤڈ سپیکر سے بھی منسلک کیا جا سکتا ہے۔

ان آلات کے ٹیسٹ کیے گئے ہیں اور سلمان آباد، احمد آباد، مرتضے آباد، سمیار، چالت، گلمیت، جگلوٹ، رحیم آباد، نومل، چلمس داس، کونوداس اور ڈینوگرکے 12دیہاتوں میننصب کیے گئے ۔ خطرے سے دو چار گاؤں سلمان آباد کو اس نظام سے بہت فائدہ پہنچا ہے اور اسے مکمل طور پر خالی کرالیا گیا تھا کیونکہ جھیل کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے پانی منٹو ں مینوہاں پہنچ سکتا تھا۔ فوکس کا سٹاف 12آلات پر مشتمل نیٹ ورک چلانے کا ذمہ دار ہے۔ معیاری آپریٹنگ طریقہ کار فوکس اور مقامی حکومت کی طرف سے باہمی طور پر وضع کیا گیا ہے۔ سٹاف کے ارکان ڈپٹی کمشنر ضلع ہنزہ۔ نگر کی ہدایت پر ان الارمز کو چلاتے ہیں۔

کمیونٹی کی تیاری

پیشگی اطلاع کے نظام کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے فوکس پاکستان نے ہنزہ ۔نگر اور گلگت کی انتظامیہ کے تعاون سے خطرات سے دوچار کمیونٹیوں کے لیے مشترکہ تربیت کا اہتمام بھی کیا ۔ تیاری کے اقدام میں پیشگی اطلاع کے نظام کے بارے میں تبادلہ معلومات ، انخلاءکے منصوبے اور دونوں ضلعوں کے پانی کے بہاؤ میں واقع تمام دیہاتوں کے محفوظ اور خطرے سے پاک علاقوں کی حد بندی کرنا شامل ہے۔

"خطرے سے دوچار کمیونٹیوں کے تحفظ کے لیے یہ ضروری تھا کہ مواصلات کا ایک ایسا نظام وضع کیا جائے جو جھیل کی بند ٹوٹ جانے یا بند کے اوپر سے پانی بہنے کی صورت میں لوگوں آگاہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکے۔"

گلگت بلتستان میں کام کرنے والیPHF کی رکن تنظیموں کی تعداد: 3

فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد: 31,273

شعبہ جات

بچوں کا تحفظ

DPR/DRM

تحفظ وسلامتی

دیگر

انسانی آوازیں

جب ہمیں امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔

"غربت کے شیطانی چکر کو ختم کرنے کے لیے تعلیم بنیادی ضرورت ہے۔ میں درجہ سوم کا طالبعلم تھا اور آج میں پری میڈیکل کا طالب علم ہوں۔ میں کمیونٹیوں کی خدمت کر کے اس سرمایہ کاری کی ادائیگی کو واپس کردوں گا۔" 16سالہ شاہ زیب (چائلڈ ویلفیئر پروگرام)

"میں نے باغ مینہونے والی سات روزہ ٹریننگ میں شرکت کی جس کا اہتمام ویٹرنری ڈاکٹروں اور دیگر تکنیکی لوگوں نے کیاتھا۔ میں نے اس مینمکمل طورپر شرکت کی اور پولٹری کا کاروبار چلانے میں دلچسپی ظاہر کی جو اَب بہت کامیابی سے چل رہا ہے۔" 45سالہ اخلاق(کمیونٹی کے لیے بہتر روزگار کا پراجیکٹ)

"بے گھر ہونے کے دوران ایک سال کی مشکل زندگی گزارنے کے بعد میں ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم کا شکر گزار ہوں کیونکہ اس کی امداد کے بغیر میر ے لیے یہ ناممکن تھا کہ میں اپنا تباہ شدہ مکان دوبارہ تعمیر کرسکوں۔" 65سالہ پیر محمد (شیلٹر پروگرام)

"ایک وقت تھا جب کسی کو بھی میری ضرورتوں کی پرواہ نہیں تھی۔ میں اپنے خاندان پر ایک بوجھ تھی۔ اب حالات مختلف ہو گئے ہیں۔ اب میں اپنی گھریلو معیشت میں اپنا کردار ادا کر رہی ہوں۔ میں اپنی اور اپنے خاندان کی نگہداشت کر سکتی ہوں۔" 70سالہ بیوہ سلمیٰ بی بی(کمیونٹی کا گردشی فنڈ)

امدادی کارکن کون ہیں؟

"2008ءمیں ایک صحافی کے طور پر ان خاندانوں کے متعلق لکھ رہا تھا جنہیں مالاکنڈ اکے علاقے میں باجوڑ ایجنسی اور سوات میں اپنا گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیاگیا تھا۔ میں غیر ملکی صحافیوں کی بطور ترجمان مدد بھی کرتا تھا۔ میں نے اس طریقہ کا مشاہدہ کیا جس کے ذریعے بین الاقوامی تنظیمیں ہمارے لوگوں کی مدد کرنے اور ان کی مشکلات کم کرنے کے لیے کام کر رہی تھیں۔ یہی موقع تھا جب میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں انسانیت کی خاطر اور اپنے بچوں ، خواتین اور بزرگوں کے تحفظ کے لیے کسی بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم میں شامل ہو جاؤں۔ یہ ہم ہی ہیں جنہیں بالآخر اپنے حقوق پر زور دینا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ بین الاقوامی تنظیموں کی جانب سے بے گھر لوگوں کو دی جانے والی امداد نے مجھے بہت متاثر کیا اور انسانی حقوق اور انسانی قانون کے موضوع پر ماسٹر ز ڈگری لینے کے لیے اکسایا۔میں اپنی نئی مہارتوں کی بناءپر خیبر پختونخوا اور فاٹا میں بے گھر افراد کے تحفظ کو بہتر بنانے اور بنیادی حقوق کے حصول کے لیے ان کی مدد کرنے کے قابل ہو گیاہوں۔"

انسانی حقوق کا ماہر

"میں نے بیرون ملک تعلیم حاصل کی اور اسلام آباد میں اپنے خاندان میں واپس آگیا۔ لیکن میں اپنے ملک کی خدمت کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرناچاہتا تھا۔ اس لیے میں بطور رضاکار ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم میں شامل ہو گیا۔ پھر2005کا زلزلہ آیا اور میں نے خیبر پختونخوا میں بچوں کے تحفظ کے لیے کام کرنا شروع کردیا۔ انتہائی ضرورت کے موقع پر لوگوں کی مدد کرنے سے آپ کو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہر آدمی کی ایک جیسی بنیادی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ ہم تمام لوگ ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن ہم میں سے بعض کو زندگی میں بہتر مواقع ملتے ہیں۔ میرے نزدیک طویل المعیاد ترقی کے لیے کام کرنے کا ایک ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے جس میں پاکستان میں ہمارے بچوں کو بہتر مواقع ملیں۔ میرا یقین ہے کہ ہمارے مستقبل کی روشن اُمیدیں ہمارے بچے ہیں---- ہم صرف اور صرف اپنے خاندانوں کے لیے بہترین مستقبل چاہتے ہیں۔"

چائلڈ پروٹیکشن منیجر

پی ایچ ایف کے ارکان

ACF International, ACTED, Action Aid, American Refugee Committee, Basic Human Rights (BHR), Care International, Catholic Relief Services, CESVI, Church World Service - Pakistan/Afghanistan, Concern Worldwide, Danish Refugee Council (DRC), DiakonieKatastrophenhilfe Pakistan, Focus Humanitarian Assistance, Handicap International, HelpAge International, Helping Hand for Relief and Development, IMMAP, International Catholic Migration Commission, International Medical Corps (IMC), International Relief and Development, International Rescue Committee, Islamic Relief, Japan Emergency NGOs (JEN), Johanniter International Assistance, Malteser International, Médecins du Monde France, MEDA, Mercy Corps, Merlin, Muslim Aid, Muslim Hands, Norwegian Church Aid (NCA), Norwegian Refugee Council (NRC), Oxfam GB, Oxfam Novib, Partner Aid, People in Need, Plan International, Première Urgence - Aide MédicaleInternationale, Qatar Charity, RedR UK, Relief International, Right to play, Save the Children (Sweden, UK, USA) Secours Islamique France (SIF), Solidarites International, Tearfund, Terre des hommes, Trocaire, VSO, Water Aid, Welthungerhilfe (GAA), World Vision

ویژن

پاکستان ہیومنٹیرین فورم(PHF)ایک ایسی سوسائٹی ہے جہاں تمام اسٹیک ہولڈرز متاثرہ کمیونٹیوں کی موثر اوربھرپور امدادکرنے کے لیے انسانیت کے اصولوں اور اچھے طریقوں کے لیے پر عزم ہوں۔ فورم اپنے اشتراک و تعاون کے ذریعے پاکستان میں آنے والی آفات کی روک تھام کا اہتمام ، بحالی اور طویل المیعاد ترقی میں اضافہ کے لیے کمیونٹی میں شفافیت، اعتماد اور اتحاد کو فروغ دینا چاہتا ہے۔

مشن

PHFپاکستان میں کام کرنے والی آئی این جی اوز(INGOs) کی مشترکہ آواز کے لیے ایک آزاد اور خودمختار فورم ہے جو رابطہ کاری، ایڈووکیسی اور معلومات کے تبادلے کی خدمات کے ذریعے انھیں کمیونٹیوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل بناتاہے۔یہ فورم اپنے اراکین کی نمائندگی کو مستحکم بناتاہے اور قومی این جی اوز(NGOs)، حکومت پاکستان، ڈونرز او رسول سوسائٹی کی شراکت کے ساتھ کام کرنے کے لیے پُر عزم ہے۔

پاکستان ہیومنٹرین فورم (PHF)

رابطہ: فون: 6-2611655 51 (0) 92+ یا

ای میل: info@pakhumanitarianforum.org

ویب سائٹ: www.pakhumanitarianforum.org

شائع کردہ: پاکستان ہیومنٹرین فورم،جون2013